اسلامی اقدار کا نقیب

ہفت روزہ
ترجمان اسلام
لاہور

21

18

21

نگران اعلیٰ

مولانا مفتی محمود

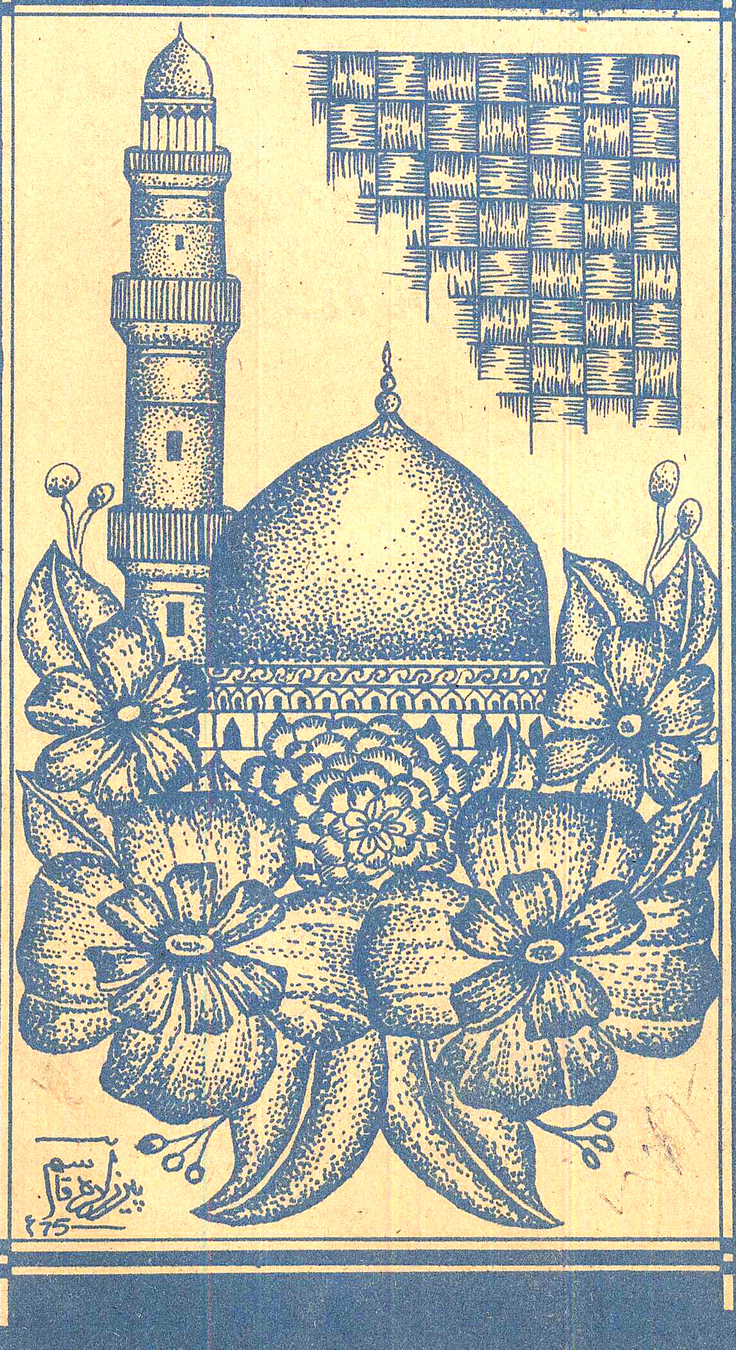

بعض حضرات علماء کے سیاست میں حصہ لینے کو ناپسندیدگی کی نگاہ سے دیکھتے ہیں۔

یہ نادان نہیں جانتے کہ سیاست اسلام کا ایک شعبہ ہے افسوس یہ ہے کہ بہت سے علماء بھی عملاً اس غلط فہمی میں مبتلا ہیں میری دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ ہم سب کو مکمل دین پر عمل کرنے کی توفیق مرحمت فرمائیں

محمد عبداللہ درخواستی
امیر مرکزیہ جمعیۃ علماء اسلام کل پاکستان

زندگی کے خریدار

سچ جرم ہے تو ہم بھی گنہگار ہو گئے
جلّاد تیری دار کے حقدار ہو گئے

زاغ و زغن کا راج گلستان پہ ہو گیا
جب خوشنوا طیور گرفتار ہو گئے

غفلت کی نیند راہ میں سوئے پڑے تھے ہم
ٹھوکر لگی تو حوصلے بیدار ہو گئے

کچھ لوگ بزم میں تھے جو مانندِ شاخِ گل!
جب رزم گہ میں آئے تو تلوار ہو گئے

ساحل نشین تو ہو گئے طوفان کا شکار
طوفان میں جو کود پڑے پار ہو گئے!

تم دیکھتے نہیں متلاشی ہیں موت کے
جو لوگ زندگی کے خریدار ہو گئے

مقصودِ زندگی سے جو غافل تھے نوجواں
آخر اسیرِ کاکل و رخسار ہو گئے

جن کو نہیں ہے منزلِ مقصود کی خبر
سلمانؔ وہ بھی قافلہ سالار ہو گئے!

سلمان گیلانی

بندۂ مزدور

کتنا وحشت زدہ ہے نظارہ زخمِ غربت سے خون بہتا ہے
دیکھیے آج بندۂ مزدور کس عقیدت سے چوٹ سہتا ہے

شہر بھر میں بپا ہیں ہنگامے، اہلِ ثروت ہیں اور مے خانے
جھونپڑی میں غریب کا بچہ پیٹ خالی ہے اور بلکتا ہے

پیٹ بھرنے کے واسطے ایندھن لاتا ہے جوئے شیر کا گویا
یہ فلاکت زدہ و غم خوردہ روز مرتا ہے، روز جیتا ہے

آج خنجر بدست ہے مزدور اور تڑپتی ہے لاش شیریں کی
کل تلک جس کے واسطے فرہاد رشتہ دنیا سے توڑ لیتا ہے

کیا خبر اس کو حال کی اپنی، کیا کرے گا یہ فکر فردا کا
آنتیں کلمہ خیر پڑھتی ہیں رات دن بھوک بھوک کہتا ہے

محمد اکرم ناصر عارف والہ

ہفت روزہ
ترجمانِ اسلام
لاہور

جلد نمبر ۱۸ شمارہ نمبر ۲۱
جمعۃ المبارک ۳۰/ مئی ۱۹۷۵ء

سرپرست
مولانا عبیداللہ انور

رئیس الادارہ
اکرام القادری

مجلس ادارت
مولانا سعید احمد رائے پوری
سید مطلوب علی زیدی
عمیر الہاشمی

★★

بدل اشتراک
سالانہ ــــــ ۳۸ روپے
ششماہی ــــــ ۱۹ روپے
سہ ماہی ــــــ ۹/۵۰ روپے
فی پرچہ:
۷۵ پیسے

اداریہ

اکرام القادری

شاہ خالد کا نعرۂ رستاخیز

شاہ فیصل مرحوم کی المناک شہادت کے فوراً بعد ابھرتی ہوئی سامراج دشمن طاقتوں اور ملّتِ اسلامیہ کے حوصلے پست کرنے کے لیے سامراج اور اس کے گماشتوں نے اپنے وسیع تر ذرائع ابلاغ کے ذریعہ یہ بے بنیاد پروپیگنڈہ کرنا شروع کر دیا تھا کہ شاہ فیصل مرحوم کے موجودہ جانشین شاہ خالد اکثر بیمار رہتے ہیں۔ سیاست کے نشیب و فراز سے نابلد ہیں۔ اپنے بھائی شاہ فیصل مرحوم کی طرح حکومت چلانے کی اہلیت سے محروم ہیں۔ وغیرہ وغیرہ۔

ہمیں اعتراف ہے کہ ابتدا میں اس زہریلے اور جارحانہ پروپیگنڈے کے اثرات سے عالمِ اسلام میں سراسیمگی پھیلی اور عوام میں ایک حد تک اس کے اثرات بھی محسوس کیے گئے، مگر شاہ خالد کے بروقت اقدام، تدبّر، دانشمندی اور دور اندیشی نے اس مکروہ سازش کو بے نقاب کر دیا جس کا کریڈٹ کافی حد تک مصر کے انور السادات اور شام کے حافظ الاسد کو بھی جاتا ہے، جنھوں نے ان دنوں شاہ خالد سے براہ راست رابطہ قائم رکھا۔ تینوں رہنماؤں نے مشترکہ کوششوں سے اس گھناؤنی سازش کے تار پود بکھیر دیے۔

گذشتہ دنوں شاہ خالد نے امریکی جریدے ”واشنگٹن پوسٹ“ کو انٹرویو دیتے ہوئے جو ”نعرۂ رستاخیز“ بلند کیا ہے وہ پوری ملّتِ اسلامیہ اور سامراج دشمن کیمپ کی بھرپور نمایندگی کرتا ہے۔

شاہ خالد نے دوٹوک اور واضح لفظوں میں عربوں کا موقف بیان کرتے ہوئے کہا کہ اسرائیل کو تمام عرب علاقے خالی کر کے اردن اور اسرائیل کے درمیان فلسطینی ریاست کے قیام پر رضا مند ہو جانا چاہیے۔ شاہ خالد نے فلسطینی ریاست کو شام اور اردن کے مساوی امداد دینے کا اعلان بھی کیا۔ انہوں نے آئندہ عرب اسرائیل جنگ کے امکانات پر روشنی ڈالتے ہوئے کہا کہ اس کا انحصار امریکہ کے امن مشن کی کامیابی اور ناکامی پر ہے۔ شاہ خالد نے عربوں کی سوچ کے حوالے سے کہا کہ اسرائیل سے مقبوضہ عرب علاقے خالی کرانے اور مسئلہ فلسطین کے حل کی ذمہ داری امریکہ پر عاید ہوتی ہے۔ شاہ نے امریکہ پر زور دیا کہ وہ شام اور مصر کو ہتھیار مہیا کرے۔

سعودی عرب کے فرمانروا شاہ خالد کے انٹرویو سے جو فقرے ہم نے نقل کیے ہیں ان سے ہر انصاف پسند اور امن خواہ شخص اندازہ کر سکتا ہے کہ اسرائیل کے باعزت طریقے سے اپنے وجود کو برقرار رکھنے کا جو راستہ شاہ نے تجویز کیا ہے وہ کس قدر مبنی برحقیقت ہے۔ شاہ خالد کے ایک ایک لفظ سے دوررسی معاملہ فہمی اور حقیقت پسندی ٹپک رہی ہے۔

یہ حقیقت عیاں را چہ بیاں کا مصداق ہے کہ اسرائیل کی بقاء و سلامتی کا واحد راستہ اگر ہے تو وہ صرف اور صرف مقبوضہ عرب علاقے خالی کر کے فلسطینی ریاست کے قیام پر رضا مند ہو جانے کا راستہ ہے۔ اب وہ دَور گزر گیا ہے کہ غاصب اسرائیل مسلسل ٹال مٹول اور گیدڑ بھبکیوں سے کام لے کر وقت کٹی کرتا رہے۔ اب جمال عبدالناصر رح کا خواب شرمندہ تعبیر ہونے والا ہے۔ عرب اپنی منزل سے قریب ہوتے جا رہے ہیں۔ عربوں کا اتحاد اب صرف دعویٰ نہیں رہا بلکہ ایک ٹھوس حقیقت ہے۔ ہمیں

باقی ص۲۲ پر

مولانا محمد یوسف رحمانی

دنیا کی حقیقت

چہ مے پرسی عزیز من حقیقت حال دنیا را
کہ کس نکشود و نکشاید بحکمت ایں معمہ را

۱- دنیا کی زندگی تو نرا کھیل اور تماشا ہے۔ (فرمان خداوندی)

۲- دنیا کی محبت سب گناہوں کی جڑ ہے۔ (ارشاد نبویؐ)

۳- دنیا اس کا گھر ہے جس کا گھر نہ ہو دنیا اس کا مال ہے جس کا مال نہ ہو۔ اس کو وہ جمع کرتا ہے جس کو عقل نہ ہو اس پر وہ عداوت کرتا ہے جس کو علم نہ ہو اس پر وہ حسد کرتا ہے جس کو سمجھ نہ ہو اس کے لئے وہ کوشش کرتا ہے جس کو یقین نہ ہو (ارشاد نبویؐ)

۴- دنیا حلال بھی عذاب ہے مگر یہ حرام کی نسبت خفیف ہے۔ (ارشاد نبویؐ)

۵- دنیا میں دو چیزیں پسندیدہ ہیں۔ سخن دلپذیر اور دل سخن پذیر۔ (حضرت عیسیٰؑ)

۶- تو دنیا میں رہنے کے سامانوں میں لگا ہے اور دنیا تجھ کو اپنے سے نکالنے میں سرگرم ہے۔ (ابوبکر صدیقؓ)

۷- طالب دنیا کو علم پڑھانا راہزن کے ہاتھ میں تلوار فروخت کرنا ہے۔ (حضرت عمرؓ)

۸- دنیا فانی کی لذتیں لینے سے عالم باقی کے اجر و ثواب میں کمی ہو جاتی ہے۔ (حضرت عثمانؓ)

۹- دنیا ہر وہ کام ہے جس سے مقصود آخرت نہ ہو (حضرت عثمانؓ)

۱۰- دنیا داروں کی دوستی ایک معمولی اور ادنیٰ بات سے دور ہو جاتی ہے۔ (حضرت علیؓ)

۱۱- دنیا میں جو چیز بہت کم ہے وہ سچائی اور امانت ہے۔ اور جو سب سے زیادہ ہے وہ جھوٹ اور خیانت ہے (حضرت علیؓ)

۱۲- دنیا کی مصیبتیں بظاہر زحم ہیں۔ مگر در حقیقت ترقیوں کا موجب ہیں۔ (حضرت مجدد الف ثانیؒ)

۱۳- دنیا کی محبت سے خاصان خدا کو پہنچانے والی آنکھ اندھی رہتی ہے۔ (حضرت غوث الاعظمؒ)

۱۴- دنیا ایک نجاست ہے۔ جو سونے میں چھپائی گئی ہو (حضرت مجدد الف ثانیؒ)

۱۵- دنیا کی محبت آخرت کی رغبت سے دور ہو جاتی ہے۔ اور آخرت کی رغبت اعمال صالحہ بجا لانے پر وابستہ ہے۔ (حضرت مجدد الف ثانیؒ)

۱۶- دنیا کو دنیا کے کاموں سے طلب کر اور خدا کا نام خدا ہی کے واسطے لے۔ (امام غزالیؒ)

۱۷- دنیا کا لفظ دنائیت سے نکلا ہے۔ جس کے معنی ہیں۔ خواری ذلت کمینگی اس سے اندازہ لگاؤ۔ کہ دنیا کیا ہے (معروف کرخیؒ)

۱۸- دنیا عالم اسباب ہے۔ یہاں ہر فعل سے پیشتر سبب کا ہونا قدرت کی حکمت ہے (حکیم اقلیدس)

۱۹- دنیا کے حوادث و مصائب انسان کی آزمائش کے مواقع ہیں (کیخسرو)۔

۲۰- دنیا کی مصیبتوں کا ۳/۴ حصہ زبان کا پیدا کردہ ہے۔ اور اس کے ماخذ طعام و کلام ہیں (بزرجمہر)

۲۱- دنیا میں کوئی ایسی اعلیٰ سے اعلیٰ خوبی نہیں جس کے ساتھ اسی مناسبت سے کوئی طرفہ نہ ہو۔ (بیکن)

۲۲- دنیا میں سب سے مشکل کام اپنی اصلاح ہے اور سب سے سہل دوسروں پر نکتہ چینی (ہربرٹ سپنسر)

۲۳- دنیا میں سب سے اچھا سوال یہ ہے کہ میں اس میں کیا نیکی کر سکتا ہوں (فرینکلن)

۲۴- دنیا کی انتہائی خوبصورت اشیاء انتہا درجہ کی بے کار ہوتی ہیں۔ (جان اسکن)

۲۵- مصائب دنیا کو سہل خیال کر اور موت کو ہر وقت پیش نظر رکھ (لقمان حکیم)

۲۶- دنیا کو چوروں کی کمین گاہ تصور کر کے ہوشیاری اور آگاہی کے ساتھ زندگی بسر کرنی چاہیئے۔ (افلاطون)

۲۷- دنیا ایک خس پوش کنواں ہے۔ عقلمندوں کو ہوشیاری سے قدم رکھنا چاہیئے۔ (ارسطو)

۲۸- دنیا کو سرائے مہمان اور قضا کو میزبان تصور کرو (حکیم بقراط)

۲۹- دنیا کی مثال اندھوں کے ہاتھی کی سی ہے۔ اندھے کا ہاتھ ہاتھی کے جس عضو کو لگ گیا اس کے نزدیک ہاتھی کی وہی شکل ہے۔

۳۰- دنیا ایک طور ہے جس میں ہزاروں موسیٰؑ دیکھ چکی ہے۔ یہ ایک دیر ہے جو ہزاروں عیسیٰ دیکھ چکی ہے۔ یہ ایک قصر ہے جس میں ہزاروں قیصر رہ چکے ہیں۔ یہ ایک طاق ہے جو ہزاروں کسریٰ دیکھ چکا ہے۔

۳۱- دنیا ایک خواب ہے اور عدم اس کی تعبیر ہے۔

۳۲- دنیا ایک صید گاہ ہے۔ انسان و حیوان اور ہر ایک ذی جان خواہ پیر ہو یا جوان اس میں صید ناتواں ہے

۳۳- دنیا ایک گلزار ہے جس کا ہر ایک گل پر خار ہے

۳۴- دنیا ایک مسافر خانہ ہے لیکن بدبختوں نے اسے اپنا وطن بنا رکھا ہے۔

۳۵- دنیا ایک عورت ہے لیکن یہ کسی کے ساتھ حقوق شوہری ادا نہیں کرتی۔

۳۶- دنیا ایک زن حاملہ ہے جو ہزاروں فرزند جنتی اور مار ڈالتی ہے۔

۳۷- دنیا ایک بحر عمیق اور نہنگ ہے جس میں آسودہ وہی رہ سکتے ہیں۔ جو کنارے پر ہیں۔

۳۸- دنیا ایک مجمع جہلاء ہے لیکن اس میں سب کی حالت جہالت یکساں نہیں ہے۔

۳۹- دنیا ایک ایسا گھر ہے جس کا اوّل تکلیف اور آخر فنا ہے

۴۰- دنیا ایک مکر ہے اور یہ بغیر مکر کے حاصل نہیں کی جا سکتی (الدنیا زور)

مرسلہ: ڈاکٹر احمد حسین کمال

ویت نام کی فتح اور ایشیا کا مستقبل

ویت نام کے حریت پسند عوام کی سامراج دشمن قومی جدوجہد آزادی کی فتح پورے ایشیا کے لیے زبردست اہمیت کی حامل ہے اس فتح سے یہ ممکن ہو گیا ہے کہ ایشیا سے سامراجی تسلط اور اثر و نفوذ کو ختم کر کے اس علاقے سے کشیدگی اور تصادم کے اسباب کا قلع قمع کیا جا سکے۔ اور ایشیا بھر میں امن کی فضا میں باہمی تعاون اور مفاہمت کو فروغ دیا جا سکے

ہند چینی میں کمبوڈیا اور ویت نام میں سامراج اور اس کی کٹھ پتلی حکومتوں کی شکست کے فوراً بعد ہی بعض اہم تبدیلیاں رونما ہوئی ہیں جو امن کے مفاد میں ہیں۔ ان تبدیلیوں کے اثرات کو پورے جنوب مشرقی ایشیا، خاص طور سے تھائی لینڈ اور لاؤس میں نمایاں طور پر دیکھا جا سکتا ہے۔ چنانچہ ویتنام اور کمبوڈیا میں تحریک آزادی کی فتح کے فوراً بعد ہی تھائی لینڈ نے امریکی حکومت سے ایک ماہ کے اندر اندر تھائی لینڈ کی سرزمین سے امریکی جنگی اڈے ختم کرنے اور فوجوں کو واپس بلانے کا مطالبہ کیا اور امریکہ کو اب جنوب مشرقی ایشیا میں اپنے سب سے بڑے جنگی اڈے سے محروم ہونا پڑ رہا ہے ظاہر ہے جنوب مشرقی ایشیا سے جنگ کے ایک اہم سامراجی اڈے کا خاتمہ علاقے کے امن اور جمہوری مستقبل کے لیے ایک نیک فال ہے چنانچہ یہ کہنے میں کوئی مبالغہ نہیں ہو گا کہ ہند چینی کے حالیہ واقعات جنگ پسند قوتوں کی پسپائی اور امن کی قوتوں کی پیش قدمی کو ظاہر کرتے ہیں۔

ویت نام کے سوال پر ہونے والے پیرس معاہدے نے پہلے ہی ایشیا میں امن کا ماحول پیدا کرنے میں اہم کردار ادا کیا تھا اور اب ویت نامی عوام کی مکمل فتح سے یہ کردار مزید بڑھ گیا ہے اور اس قدیم برِاعظم میں اجتماعی امن کے امکانات پہلے سے بہت زیادہ روشن ہو گئے ہیں۔

ہند چینی کے واقعات کے ساتھ اگر مشرق وسطیٰ کے واقعات کو بھی ملا کر دیکھا جائے تو یہ بات اور زیادہ واضح ہو کر سامنے آتی ہے کہ ایشیا میں اجتماعی اور پائیدار امن کے قیام کی منزل قریب آ رہی ہے اور وہ دن دور نہیں کہ ایشیائی ممالک باہمی تعلقات میں کشیدگی اور تصادم کی راہ ترک کر کے پُرامن بقائے باہمی کے انسان دوست اصولوں کو رہنما بنا سکیں۔

یہ ایک خوش آئند حقیقت ہے کہ بیشتر ایشیائی ممالک پہلے ہی بنڈونگ کانفرنس کی قرار دادوں کی صورت میں باہمی تعلقات میں ایک دوسرے کی سرحدوں اقتدار اعلیٰ اور قومی آزادی اور خود مختاری کے احترام، ایک دوسرے کے داخلی معاملات میں عدم مداخلت اور باہمی تعلقات میں طاقت کے استعمال سے گریز اور متنازعہ امور کا پُرامن ذرائع سے تصفیہ کے اصولوں کو اپنانے کی خواہش کا اظہار کر چکے ہیں۔

اب جبکہ ان اصولوں کو روبعمل لانے کی راہ میں حائل رکاوٹیں کم ہو رہی ہیں یہ کہنا بے جا نہ ہو گا کہ ویت نام کی قومی آزادی کی تحریک کی فتح نے ایشیا کے پُرامن مستقبل کو یقینی بنا دیا ہے۔

مشرق وسطےٰ: قدم بہ قدم تصفیہ یا جنیوا مذاکرات

مشرق وسطیٰ میں ان دنوں ایک بار پھر سفاتی سرگرمیاں عروج پر ہیں۔ مقامی طور پر عرب ممالک کے سربراہ ایک دوسرے کے ملکوں کے دورے کر رہے ہیں اور بین الاقوامی سطح پر امریکہ اور روس کے وزراء خارجہ اس خطے کے دورے کر چکے ہیں اور عنقریب امریکی وزیر خارجہ ہنری کیسنجر پھر مصر اور اسرائیل کی یاترا پر آنے والے ہیں

جہاں تک اسرائیل سے عربوں کے تنازعے کا تعلق ہے شام کے صدر حافظ الاسد اور تنظیم آزادیٔ فلسطین کے رہنما جناب یاسر عرفات نے ایک پھر وضاحت کی ہے کہ تمام اسرائیلی مقبوضہ عرب علاقوں کی بازیابی اور فلسطینی عربوں کے حقوق کی بحالی کے مطالبات جن میں فلسطینی ریاست کے قیام کا مطالبہ بھی شامل ہے، کی تکمیل ہی اس دیرینہ تنازعہ کو ختم کر سکتی ہے۔ عربوں کے اس جائز موقف کو بین الاقوامی برادری کی مکمل حمایت حاصل ہے۔ جس کا اظہار اقوام متحدہ کی قرار دادوں اور بین الاقوامی اعلامیوں سے ہوتا رہتا ہے۔ مگر اسرائیل کے توسیع پسند حکمران اب تک بین الاقوامی رائے عامہ اور اقوام متحدہ کی قرار دادوں کو پس پشت ڈال کر عرب علاقوں پر غاصبانہ قبضہ برقرار رکھے ہوئے ہیں۔

عرب ممالک مسئلہ کے پُرامن تصفیہ کے لیے قابل عمل اور ٹھوس تجاویز پیش کر چکے ہیں جن میں ان کی جانب سے اقوام متحدہ کے زیر اہتمام تنازعہ کے تمام فریقوں کے

درمیان فلسطینی عرب عوام کی نمائندہ تنظیم پی ایل او بھی شامل ہے روس اور امریکہ کے اشتراک سے مذاکرات کی تجویز پر عمل کرنے پر آمادگی ظاہر کی ہے۔ مگر اسرائیل کے صیہونی توسیع پسند حکمران تنظیم آزادئ فلسطین کو فلسطینی عربوں کی نمائندہ تسلیم کر کے اس کے ساتھ مذاکرات کی میز پر بیٹھنے کیلیے تیار نہیں اور ساتھ ہی ان مذاکرات میں روس کی شرکت پر بھی معترض ہے۔ اسرائیلی حکمرانوں کی اس ہٹ دھرمی کو اگر امریکی رویے اور مشرق وسطیٰ میں اس کی پالیسی کا نتیجہ قرار نہ بھی دیا جائے تو بھی یہ حقیقت اپنی جگہ مسلم ہے کہ اسرائیل کی اس ہٹ دھرمی کو امریکی رویے سے تقویت ملی ہے۔ کیونکہ اسرائیل کی طرح امریکہ بھی جنیوا مذاکرات کے انعقاد میں پس و پیش کر رہا ہے اور مسئلہ کے کلی تصفیہ کے بجائے جزوی اور قدم بقدم تصفیہ پر زور دے رہا ہے اور اس بات کا تقاضا کرتا ہے کہ عرب ممالک جنیوا مذاکرات سے پہلے ہنری کیسنجر کے ساتھ معاملات طے کر لیں۔ اس موقف کا اظہار خود صدر فورڈ نے گذشتہ دنوں اپنے اس انٹرویو میں کیا جس میں انہوں نے عربوں کے خلاف براہ راست فوجی طاقت استعمال کرنے کی دھمکی دی تھی۔

اسرائیل اور امریکہ کے اس اشتعال انگیز رویے کے باوجود عربوں کا رویہ نہایت معقول رہا ہے۔ حتیٰ کہ صدر سادات نے اسرائیل کے ساتھ نرم رویّہ اختیار کرتے ہوئے مشرقِ وسطیٰ کے تنازعے کے تصفیہ کے لیے جنیوا مذاکرات کی بجائے قدم بہ قدم تصفیہ کے امریکی فارمولے کو قبول کرتے ہوئے اسرائیل کو متعدد پیشکشیں کیں۔ صدر سادات کے اس نرم رویے پر اسرائیل نے کسی مثبت ردعمل کا اظہار کرنے کی بجائے اپنے موقف میں مزید سختی پیدا کر لی ہے اور اعلان کیا ہے کہ وہ جولان کی پہاڑیوں اور سینائی میں تیل کے چشموں سے دستبردار نہیں ہوگا اور تنظیم آزادئ فلسطین کے بارے میں اسرائیل کے موقف کو جارج جشن کی قیادت میں چین کی حامی فلسطینیوں کی تنظیم پی، ایل، ایف، پی کی الفتح سے علیحدگی اور تنظیم آزادئ فلسطین کو فلسطینی عربوں کی واحد نمائندہ جماعت تسلیم نہ کرنے کے اعلانات سے بھی تقویت ملی ہے اور وہ آئندہ کسی وقت بھی اپنے موقف کے حق میں دلیل کے طور پر پیش کر سکتا ہے۔ تاہم اسلامی ملکوں کی سربراہی کانفرنس، تیسری دنیا کے ملکوں کی کانفرنسوں اور اقوام متحدہ عرب ممالک اور روس کی جانب سے پہلے ہی جناب یاسر عرفات کی تنظیم آزادئ فلسطین کو فلسطینی عربوں کی واحد نمائندہ تنظیم تسلیم کر کے بین الاقوامی اداروں میں نمائندگی کا حق دیا گیا ہے۔ اس لیے جارج جشن کے اقدامات کی چنداں اہمیت نہیں رہی ہے۔

شام کے صدر حافظ الاسد اور یاسر عرفات نے اپنے بعض حالیہ بیانات میں مشرقِ وسطیٰ کے قدم بہ قدم تصفیہ کے فارمولے کی مخالفت کی ہے اور تمام عرب علاقوں سے اسرائیل کے انخلا اور فلسطینی ریاست کے قیام کو علاقے میں دیرپا امن کے قیام کیلیے ضروری قرار دیا ہے۔ عربوں کے اس مطالبہ کو روسی وزیر خارجہ مسٹر گرومیکو کے دورہ مشرق وسطیٰ کے بعد جاری ہونے والے روس۔ شام اور روس مصر مشترکہ اعلامیوں میں بھی دہرایا گیا ہے۔ اس طرح دیکھا جائے تو دنیا کی دو بڑی طاقتیں مسئلہ کے حل کے طریقۂ کار میں اختلاف رکھتی ہیں۔ ایک طاقت یعنی سوویت روس عربوں کے اس مطالبے کا حامی ہے کہ مسئلے کے کلی تصفیہ کے لیے تنظیم آزادئ فلسطین سمیت تمام فریقوں کی جنیوا میں کانفرنس بلائی جائے اور تمام اسرائیلی مقبوضہ عرب علاقے خالی کر دیے جائیں اور فلسطینی عربوں کی خود مختار ریاست قائم کر کے فلسطینیوں کے حقوق بحال کیے جائیں جبکہ امریکہ چاہتا ہے کہ مسئلہ کو جنیوا مذاکرات کی بجائے قدم بہ قدم اور جزوی طور پر حل کر دیا جائے۔ اگر امریکہ کے فارمولے کو قبول کیا جائے تو علاقے سے کشیدگی کو ختم کرنا مشکل ہو جائے گا اور تصادم کے امکانات بدستور قائم رہیں گے اس لیے ضروری ہے کہ جنیوا مذاکرات کے انعقاد کے لیے عرب ممالک اور تنظیم آزادئ فلسطین کے مطالبات کو مان لیا جائے اور مسئلے کا کلی اور حتمی تصفیہ کر کے کشیدگی اور تصادم کی بنیادوں کو ہمیشہ کے لیے ختم کر کے مشرق وسطیٰ میں امن اور سلامتی کی راہ ہموار کی جائے۔

ایران۔ عراق مفاہمت

مشرق وسطیٰ کا اہم واقعہ

حالیہ دنوں میں مشرق وسطیٰ لی سیاست میں ایک اہم واقعہ رونما ہوا اور الجزائر میں تیل پیدا کرنے والے ملکوں کے سربراہوں کے اجلاس کے دوران عراق کے نائب صدر صدام حسین اور شہنشاہ ایران کے درمیان دونوں ملکوں کے درمیان تنازعات کے پُرامن تصفیہ کے سلسلے میں ایک سمجھوتے پر دستخط ہوئے جس کے نتیجہ میں ۱۵ مارچ کو تہران میں دونوں ملکوں کے وزرائے خارجہ کے درمیان ملاقات ہوئی اور متعدد امور پر اتفاق رائے ہو گیا۔ اور اس طرح مشرق وسطیٰ کے دونوں پڑوسی ملکوں کے درمیان خوش ہمسائیگی کا سلسلۂ عمل شروع ہو گیا۔ جس پر دنیا بھر میں بالعموم اور اس علاقے میں بالخصوص امن پسند حلقوں میں گہرے اطمینان اور خوشی کا اظہار کیا گیا چنانچہ وزیر اعظم بھٹو نے راولپنڈی میں اپنی

پریس کانفرنس میں اس سمجھوتے کا خاص طور سے ذکر کیا اور اس پر اپنے اطمینان اور خوشی کا اظہار کیا۔

ایران اور عراق کے درمیان مفاہمت اور خوش ہمسائیگی کی بنیاد پر تعلقات استوار کرنے کے لیے ہونے والا یہ سمجھوتہ۔ کوئی الگ تھلگ واقعہ نہیں ہے بلکہ ایشیا اور یورپ میں مفاہمت کی کوششوں کی ایک اہم کڑی اور اس حقیقت کا اظہار ہے کہ مفاہمت یا دیتانت صرف یورپی یا ترقی یافتہ ملکوں کی ضرورت نہیں بلکہ تیسری دنیا کے ترقی پذیر ملکوں کی ضرورت اور افادات کے مطابق بھی ہے۔ چنانچہ ایران اور عراق کی طرح تیسری دنیا کے دوسرے متعدد ملکوں نے بھی سامراج سے ورثے میں ملنے والے باہمی تنازعات کو مذاکرات کے ذریعہ حل کرنے اور باہمی تعلقات میں مفاہمت اور خوش ہمسائیگی کے اصولوں کو فروغ دینے کی کوشش کر کے مفاہمت کی پالیسی سے تیسری دنیا کے مفادات کی گہری وابستگی کے احساس کا اظہار کیا ہے۔ اس سلسلے میں برِّ صغیر جنوبی ایشیا کے دو بڑے ملکوں پاکستان اور ہندوستان کی مثال دی جا سکتی ہے جنھوں نے اپنے تنازعات کو پُرامن طریقوں سے حل کرنے کی راہِ عمل اپنائی اور متعدد پیچیدہ اور نازک مسائل خوش اسلوبی سے حل کر کے بعض حلقوں کی مزاحمت کے باوجود اس علاقے میں صورتِ حال کو معمول پر لانے کے لیے متعدد سمجھوتوں پر دستخط کیے اور بعض حلقوں کی اس رائے اور نظریے کو رد کر دیا کہ مفاہمت تیسری دنیا کے خلاف ہے اور ثابت کر دیا کہ مفاہمت کی پالیسی سے تیسری دنیا کے گہرے مفادات وابستہ ہیں

پاکستان، ہندوستان اور عراق، ایران سمجھوتوں کو ایشیا کے دوسرے علاقوں میں بھی مثال بنا کر اس پالیسی پر عمل کیا جا سکتا ہے اور مختلف پڑوسی ملکوں کے درمیان تعلقات کو خوش ہمسائیگی، تعاون اور خیر سگالی کی بنیادوں پر استوار کیا جا سکتا ہے اور پاکستان، افغانستان تعلقات میں بھی اس جذبے کو راہ نما بنایا جا سکتا ہے۔

امن، تعاون اور خیر سگالی کی ضرورت کا احساس ایشیا میں کوئی نئی بات نہیں ہے، بلکہ اس ضرورت کی طرف مختلف ایشیائی مدبرین اور رہنما انفرادی اور اجتماعی طور پر اشارہ کرتے رہے ہیں چنانچہ اسی احساس نے کبھی بنڈونگ کانفرنس کی شکل اختیار کی، کبھی پنج شیلا کی اور کبھی افرو ایشیائی یک جہتی کی تنظیم کی بنڈونگ کانفرنس کے اعلامیوں پنج شیلا اور افرو ایشیائی یک جہتی کی تنظیم کے اعلامیوں اور قراردادوں سے ایشیا میں امن، سلامتی تعاون اور خیر سگالی کے فروغ اور استحکام کی گہری خواہش کا اظہار ہوتا ہے اور یہ حقیقت بھی ہے کہ انھی اصولوں پر جو اقوام متحدہ کے منشور اور پُرامن بقائے باہمی کے تصور کے لازمی اجزا ہیں دنیا کے دوسرے خطوں کے ساتھ ساتھ ایشیا میں امن، سلامتی اور تعاون کو مستحکم کر کے فروغ دیا جا سکتا ہے۔ اس لیے ضروری ہے کہ تمام ایشیائی قومیں کشیدگی تصادم اور محاذ آرائی کو ختم کر کے مفاہمت اور دیتانت کی راہ عمل اختیار کریں کیونکہ یہی وہ واحد راستہ ہے جس پر چل کر یہ قومیں شاہراہِ ترقی پر آگے بڑھ سکتی ہیں اور اپنے مفادات آزادی اور اقتدار اعلیٰ کا تحفظ کر سکتی ہیں۔

بدقسمتی سے بعض طاقتیں اب بھی ایسی ہیں جو ایشیا اور دنیا کے دوسرے خطوں میں مفاہمت کی پالیسی اور تعلقات کے معمول پر آنے کی مخالفت کر رہی ہیں اور اپنے قول و فعل دونوں سے مفاہمت کے عمل میں مستقل رخنہ اندازی کر رہی ہیں مگر ان کی ان کوششوں کے باوجود یورپ اور ایشیا دونوں جگہ مفاہمت کی پالیسی آگے بڑھی ہے تاہم ابھی مفاہمت کے عمل کی راہ میں متعدد دشواریاں موجود ہیں جن پر وقت کے ساتھ ساتھ قابو پایا جا سکے گا اور خوش قسمتی سے ایشیا اور یورپ دونوں برِّاعظموں میں بہت سی کامیابیاں حاصل کی جا چکی ہیں۔ جن میں ایران۔ عراق سمجھوتہ بھی شامل ہے۔ اس ضمن میں مزید کامیابیوں کو یقینی بنانے کے لیے ضروری ہے کہ دوسرے ممالک بھی ایران، عراق اور پاکستان۔ ہندوستان سمجھوتوں کی مثالوں کو اپناتے ہوئے اپنے باہمی تعلقات کو مفاہمت خوش ہمسائیگی اور تعاون کی بنیادوں پر استوار کریں اس سلسلے میں کشیدگی اور تصادم کے کسی ایک خطے کو بھی خواہ وہ چھوٹا ہو یا بڑا نظرانداز نہیں کرنا چاہیے کیونکہ یہ چھوٹے سے چھوٹا خطہ بھی علاقائی اور عالمی امن کے لیے خطرہ بن سکتا ہے اس لیے ضروری ہے کہ تمام قومیں کشیدگی اور محاذ آرائی کے خطروں اور امکانات کو ختم کرنے کے لیے مشترکہ اور متحدہ جدوجہد کر کے امن، سلامتی اور تعاون کی راہ ہموار کریں۔ کیونکہ یہی وہ راستہ ہے جو یورپ اور ایشیا دونوں جگہ امن سلامتی اور تعاون کی طرف جاتا ہے اور ان خطوں میں سلامتی اور تعاون کے مفادات کے مطابق ہے یہی وجہ ہے کہ دنیا بھر کے امن پسند حلقے مشرق وسطیٰ کے ملکوں ایران اور عراق کے درمیان حالیہ سمجھوتوں پر اطمینان اور خوشی کا اظہار کر کے خیر مقدم کر رہے ہیں۔

خط و کتابت
کرتے وقت
خریداری نمبر
کا حوالہ ضرور دیں

غزالہ لطیف کیوں قتل ہوئی؟

ہمیں کیا کرنا چاہیے؟

مس مسرت جاوید متعلمہ بی اے
---- راولپنڈی ----

"ایک دن" محمد علی نامی ایک شخص، چاقو لہراتا ہوا، حیدرآباد میں لڑکیوں کی بس میں گھس گیا۔"

"محمد الیاس نامی ایک نوجوان، لاہور میں طالبات کی بس کے سامنے برہنہ ہو کر ناچنے لگا۔"

"غزالہ لطیف قتل کر دی گئی۔"

انسانیت کے نام پر مظلوم طالبات کی حمایت کی جائے

(طالبات کی اپیل)

"غزالہ لطیف کا قاتل کون ؟ رجعت پسند سوچ اور فرسودہ نظام" (ایک پمفلٹ جو لاہور میں تقسیم کیا گیا)

"نثار گل کو کالج گیٹ کے سامنے پھانسی دی جائے۔"

(طالبات کا مطالبہ)

مجھے مغربی تہذیب سے سخت نفرت ہے۔ میں ملک میں اسلامی قوانین کا نفاذ چاہتا ہوں۔" (نثار گل)

یہ تمام باتیں ابھی تک واقعات، اپیل، مطالبے اور مغربی تہذیب کی اندھی تقلید سے تھکے ہوئے مشرقی نوجوان کی آواز کی صورت میں میرے کانوں میں گونج رہی ہیں۔ میں سوچ رہی ہوں کہ اسلام کے نام پر معرضِ وجود میں آنے والے ملک "اسلامیہ جمہوریہ پاکستان" میں ایسے قابلِ مذمت افعالِ قبیحہ کا "مستقبل کے معماروں" کے ہاتھوں سرزد ہونا کسی "طوفان" کی نشاندہی تو نہیں کر رہے۔ میرا ذہن سوچ سوچ کر ماؤف ہو چکا ہے کہ اسپین میں راڈرک کی ہوس رانی سے سبطہ کے گورنر جولیانہ کی عیسائی بیٹی کو بچانے کے لیے موسیٰ بن نصیر نے طارق بن زیاد کی قیادت میں پورے اندلس کو فرانس کی سرحد تک روند ڈالا تھا۔ پھر تاریخ اسلام کی سب سے زیادہ "ظالم" شخصیت، حجاج بن یوسف نے راجہ داہر کی قید میں "ناہید" کی پکار کو محمد بن قاسمؒ کی معرفت للکار کی صورت میں سندھ کے ریگزاروں کو ملتان تک عرب گھوڑوں کی ٹاپوں سے روشناس کرایا۔ کیا اسی قوم کے "یہ لوگ" اپنے اسلاف کے اعلیٰ کارناموں کے یہ امین، پاکستان کو ایک بار پھر دنیا کی سب سے بڑی مثالی اسلامی مملکت بنانے کے یہ دعوے دار، کشمیر، فلسطین، قبرص، فلپائن اور اریٹیریا کے غلام علاقوں میں ظالم کافروں کی کھردری باہوں میں تڑپتی، سسکتی اور دم توڑتی ماؤں، بہنوں اور بیٹیوں کو بچانے کے لیے طارق بن زیاد اور محمد بن قاسم کے نقشِ قدم پر چلیں گے ؟ کیا ان کے کانوں میں جولیانہ کی بیٹی اور ناہید کی چیخیں اور طارق و ابن قاسم کی تلواروں کی چمک و گرج نہیں گونجتی ؟ وہ نوجوان جن کی زندگی کا مقصد ملک میں ظلم کی چکی میں پسنے والی مظلوم عورت کی مدد کرنا تھا۔ جنہوں نے محمود غزنوی سا عزم اور ٹیپو سی بہادری کے ساتھ کافروں کے پنجۂ استبداد سے اپنی مجبور مسلمان قوم کی بیٹیوں کو چھڑانا تھا آج محمد علی کی صورت میں چاقو لہراتے ہوئے لڑکیوں کی بس میں گھسنے کی کوشش کر رہے ہیں۔ یہ تو خود ہی محمد الیاس کی صورت میں طالبات کے سامنے ننگے ہو کر ناچ رہے ہیں۔ یہ تو نثار گل کی صورت میں غزالہ لطیف کو گھائل کرنے کے بعد اس کی رُوح کو قفسِ عنصری سے پرواز کرنے پر مجبور کر رہے ہیں۔

مگر حیرانی تو اس بات پر ہے کہ ان ہی اپنے "محافظوں" کے سامنے اپیل کی جا رہی ہے کہ انسانیت کے مقدس نام پر طالبات کی مدد کی جائے۔ ہزاروں لڑکیاں پورے زور سے نعرہ لگا رہی ہیں۔ "نثار گل" کو کالج گیٹ کے سامنے پھانسی دی جائے"۔ لیکن ذرا غزالہ لطیف کا قاتل کون .... ؟ رجعت پسند سوچ اور فرسودہ نظام بھی پڑھیے۔ اور کچھ اس کی بھی سنیے، وہ کتنی صاف اُردو زبان میں کہہ رہا ہے "مجھے مغربی تہذیب سے سخت نفرت ہے۔ میں ملک میں اسلامی قوانین کا نفاذ چاہتا ہوں۔"

مگر مجھے اس سے کیا غرض ؟ میں تو صرف یہ پوچھنا چاہتی ہوں کہ علی کو چاقو نکالنے، الیاس کو برہنہ ناچنے اور نثار کو نو طالبات مضروب کرنے پر کس "ظالم" نے مجبور کیا ؟

میری بہنو ! اگر مجھے سچی بات کہنے کی اجازت دو تو میں ایک "تلخ حقیقت" کو "بھری مجلس" میں کہنا چاہوں گی۔ کیا تمہاری بے لگام آزادی، تمہارا نیم عریاں ہو کر، دوپٹوں سے بے نیاز، "تنگ و کھلے سیکسی" لباسوں میں ہاکس بے و کلفٹن، مال و انارکلی، موتی بازار و صدر، سینما گھروں پارکوں لگژری ہوٹلوں اور "صحت افزا مقامات" پر منڈلانا اور غریب، پھٹے کپڑوں میں ملبوس مزدوروں کو "بھنگی" کے نام سے پکارنا "انسانیت" ہے ؟ تم کس انسانیت کے نام پر مظلوم طالبات کے لیے حمایت کی بھیک مانگ رہی ہو ؟ ہاں ہاں وہ "رجعت پسند سوچ اور فرسودہ نظام" ہی تمہارے لیے "قاتل" کی حیثیت رکھے گا۔ جس میں آج سے چودہ سو سال قبل تمہیں بے بہا حقوق سے نوازا گیا تھا۔ اگر تم "خواتین کے عالمی سال" کے دوران "اسلامی معاشرت" کا ایک ادنیٰ اصول ہی عملی طور پر اپنا لیتیں تو آج نثار گل کو غزالہ لطیف کے قتل کے بعد مغربی تہذیب سے نفرت اور اسلامی قوانین کے نفاذ کے لیے کچھ نہ کہنا پڑتا۔ میں نثار گل کی وکالت نہیں کرتی اسے اپنے کیے کی سزا ملنی چاہیے۔

مگر !

باقی ص ۱۳ پر

مولانا محمد میاں صاحب مدظلہٗ

حضرت شاہ محمد اسمٰعیل صاحب شہید رحمۃ اللہ علیہ

ملک و ملت کا وہ سرفروش مجاہد، جس کا عمل فلسفہ ولی اللہ کی تفسیر تھا اور جس کا ایثار قربانی ذبیح اللہ کی زندہ تصویر، جس کا دل دولت درد سے مالا مال تھا اور جس کا جگر سوز محبت کا سرمایہ دار، جس کا علم ہمدوش عمل اور جس کا عمل آئینہ دار علم بے پایاں، آزادیٔ فکر کا سب سے بڑا حامی، جمہوریت کا علم بردار، ملوکیت کا سب سے بڑا دشمن، شاہ پرستی کے لیے فرشتہ موت، سرمایہ داری سے بیزار، غلامی کی ناپاک تصوّر سے ناآشنا، اس کی زندگی سعی پیہم تھی، کتابِ زندگی کا آغاز بابِ جہاد سے ہوا اور اسی جہاد پر زندگی کا آخری ورق پلٹا گیا۔

باپ مولانا شاہ عبد الغنی، دادا وہی حضرت شاہ ولی اللہ رح جن کی تحریک کو لیکر میدان جہاد میں پہونچا اور اسی راستہ میں شہید ہو کر حیات جاوداں حاصل کی۔

علم وعمل کے گھرانے میں پیدا ہوتے، اسی فضا میں تربیت پائی۔ والد کی وفات لڑکپن میں ہو گئی تھی۔ قدرت نے شاہ عبد العزیز کی آغوش شفقت پرورش کے لیے منتخب کی۔ بھتیجا چچا پر ناز کرتا تھا اور چچا کو بھتیجے پر فخر تھا وہ بار بار کہا کرتا تھا:

> الحمد للہ الذی وھب لی
> علی الکبر اسمٰعیل واسحٰق

گہوارہ علم میں پرورش پانے والا بچہ نازک مزاج ہونا چاہیے تھا، مگر اس کو نزاکت سے نفرت تھی شوق جہاد اس کی گھٹی میں پڑا تھا۔ نزاکت آفرینی کے بجائے اس نے اپنے بدن کو شدائد اور مصائب کا یہاں تک خوگر بنایا کہ سردی اور گرمی کا احساس گویا مفقود ہو گیا تھا۔

اس نے جس طرح منطق و فلسفہ، ریاضی اور اقلیدس میں اعلیٰ کمال حاصل کیا، حدیث و فقہ کا جس طرح وہ ماہر ہوا ویسے ہی اس نے فن سپہ گری میں بھی استادانہ شان پیدا کی۔

وہ جس طرح مفسر، محقق، فقیہ اور محدث تھا ایسے ہی وہ بہترین شمشیر زن اور اعلیٰ درجے کا نشانہ باز بھی تھا، وہ اعلیٰ درجہ کا مدبّر و مفکر تھا۔ نظم ونسق کا بہترین ماہر اور ایسے ہی میدان جنگ کا بہترین جرنیل اور فیلڈ مارشل۔

پرانے خاندانوں کے بچے کھچے لوگ آج بھی شہادت دے سکتے ہیں کہ وہ دوپہر کے وقت جامع مسجد کے فرش سنگین پر ٹہل ٹہل کر اس نے طمازت آفتاب کے احساس کو ختم کر دیا تھا اور دریائے جمنا کی پاک دھاریں آج بھی گواہی دے سکتی ہیں کہ وہ دریا کی موجوں سے کھیلتا ہوا زینت المساجد (دہلی) سے تاج محل (آگرہ) تک پہونچتا تھا اور پھر انہیں لہروں سے باتیں کرتا ہوا زینت المساجد میں آجاتا تھا۔ وہ جس طرح مئی اور جون کی گرمی میں کمبل اوڑھ کر سفر کر سکتا تھا، ایسے ہی دسمبر اور جنوری کی سردیاں ململ و حریر میں گذار سکتا تھا۔ اس کی زندگی کا سب سے بڑا نصب العین "خدمت خلق" تھا اور خلق خدا کے مفہوم میں جس طرح افلاس کے مارے ہوئے شریف اور باعزت محسن یا نیک نفس طلبہ داخل تھے، ایسے ہی شراب کی بھٹیوں، جوے کے اڈوں اور قحبہ خانوں کی قباحتوں میں زندگیاں گذارنے والوں کو وہ اپنی خیر خواہانہ ہمدردیوں کا مستحق سمجھتا تھا ان کی یہ پستی یہ رسوائی — اس کے احساس دل میں درد پیدا کرتی اور یہ ان تباہ حالوں کی اصلاح اور اپنے درد دل کے علاج کے لیے ہر ایک امکانی کوشش کام میں لاتا۔

کبھی ایسا بھی ہوتا کہ وہ بھیس بدل کر ان کے مجمع میں پہونچتا اور اپنی صدا سنا کر ان کے دلوں کو پلٹ دیتا۔

وہ ہزاروں انسان جن کی صلاحیتیں مفقود نہیں ہوئی تھیں، راہِ راست پر آگئے، لیکن وہ کج طبع جن کی فطرت معکوس ہو چکی تھی، اس ہمدرد انسانیت کے دشمن بن گئے۔

ایسے تند خو بدمعاشوں کی دشمنی سے خوف کھا کر کچھ دوستوں نے شاہ صاحب کو اصلاح کی خطرناک سرگرمیوں سے باز رکھنا چاہا، مگر نوع انسان کی خیر خواہی کا جو سوز و درد شاہ صاحب کو عطا ہوا تھا وہ کب

چشم پوشی و خاموشی کی اجازت دے سکتا تھا؟

ے ان کی رسوائی ہوئی تو کیا میری رسوائی نہیں

حضرت شاہ صاحب کی جوانی تھی اور دہلی کا دورِ جاں کنی۔ برطانوی سامراج کا ریذیڈنٹ یہاں مقرر ہو چکا تھا اور اس رواداار "دلی" میں جہاں سینکڑوں سال سے خیالات کی آزادی اور بین الملی بھائی چارہ کا دور دورہ تھا۔ مذہب کے نام پر جنگ شروع کر دی گئی تھی۔ پہلا شخص تھا جس پر سامراجیت کے مفتی خانہ سے لامذہبیت کا فتویٰ صادر کیا گیا، کیونکہ یہ ان رسومات کو ختم کر دینا چاہتا تھا، جو سوسائٹی کو اوہام پرست، بزدل اور پست ہمت بنائے ہوئے تھیں اور جن کی فضول خرچیوں نے سماج کا اقتصادی ڈھانچہ تباہ کر دیا تھا۔ یورپین مفتی صاحب کا جب فتویٰ کارگر نہ ہوا تو امنِ عامہ کا بہانہ لے کر زبان بندی کر دی گئی۔ اب اس مجاہد حق نے عوام کے بجائے ریذیڈنٹ کی کوٹھی پر پہونچ کر خود ریذیڈنٹ کو مخاطب کیا نتیجہ شاہ اسماعیل شہیدؒ کے حق میں تھا۔ ریذیڈنٹ کوئی معقول جواب نہ دے سکا۔ لامحالہ اس کو اپنا حکم واپس لینا پڑا۔

سادگی

جس کا دل سوز و گداز سے بھرا ہوا تھا وہ ظاہری رکھ رکھاؤ کی طرف کب متوجہ ہو سکتا تھا۔ اس کا دماغ بناؤ سنگار اور آرائش و زیبائش کے تصوّر سے بھی آشنا نہیں ہو سکتا۔ چنانچہ حضرت شاہ اسماعیل شہیدؒ کی سادگی مشہور ہے۔

ان کے علم و فضل، تحریر و تقریر اور اعلیٰ خطاب و حاضر جوابی کے جو چرچے دُور دُور تک پھیلے ہوئے تھے، ان کو سن کر ایک پُر تکلّف باوضع شاندار اور صاحب جبہ و دستار شخص کا تصور دماغوں میں آتا، مگر جب لوگ ان کو پاپیادہ سید صاحب کی رکاب تھامے ہوئے دوڑتے دیکھتے یا گرد و غبار میں اُٹے ہوئے نہایت معمولی صورت میں سامنے آتے یا گھوڑوں کو کھریرا کرتے ہوئے ان پر نظر پڑتی تو حیرت و استعجاب کی کوئی انتہا نہ رہتی۔ دیوبند کے مشہور جلیل القدر عالِم مولانا ذوالفقار علی صاحب کا بیان ہے:

جب حضرت سید صاحب کی تشریف آوری کی خبر مشہور ہوئی تو دیوبند کے بڑے بڑے لوگ استقبال کو نکلے۔ شہر کے باہر ایک بزرگ کا مزار ہے، وہاں تک پہونچے تو سید صاحب نظر آئے۔ ایک ٹانگھن پر سوار تھے اور دونوں طرف دو صاحب رکاب تھامے ہوئے چلے آ رہے تھے۔ استقبال کرنے والوں نے آگے بڑھ کر سید صاحب سے ملاقات کی۔ یہ ان رکاب تھامنے والوں کو نہ سمجھ سکے کہ کون ہیں۔ سید صاحب نے فرمایا۔ ان سے ملو۔ یہ مولانا محمد اسماعیلؒ اور مولانا عبد الحئیؒ ہیں۔

لکھنؤ کے علم دوست، آپ کے علم و فضل، حاضر جوابی اور نکتہ سنجی کی شہرت سن کر ملاقات کے لیے آتے تو کبھی آپ سے سپاہیانہ لباس میں پریڈ کرتے ہوئے ملاقات ہوتی، کبھی گھوڑوں کے اصطبل میں اور کبھی یہ بتایا جاتا کہ مولانا اسمٰعیل وہ ہیں جو گھوڑے کو کھریرا کر رہے ہیں۔

جب قافلہ کلکتہ پہونچا کے میزبان شیخ محمد امین نے سید صاحب سے کشتی پر ملاقات کرنے کے بعد سب سے پہلے مولانا محمد اسماعیل صاحب سے ملاقات کا اشتیاق ظاہر کیا۔ مولانا موصوف دوسرے جہاز پر سوار تھے۔ آپ کو بلایا گیا۔ خانوادہ علم کا یہ شاہ زادہ جس سادہ وضع میں حاضر ہوا وہ کچھ ایسی رقت انگیز تھی کہ شیخ امین کی آنکھوں میں آنسو بھر آئے۔ وہ حیران تھے کہ شاہ ولی اللہ کا پوتا۔ شاہ عبد الغنی کا لختِ جگر، شاہ عبد العزیز کا بھتیجا اور سلطنتِ فضل و کمالات کا مسند نشین اس قدر سادہ۔ ایسا بے تکلف اور اتنا جفاکش۔

شاہ پرستی کی مخالف

اور ملوکیت سے نفرت

شاہ اسماعیل شہیدؒ کی سیرت میں شاہ پرستی کی مخالفت سب سے زیادہ ممتاز اور نمایاں درجہ رکھتی تھی۔ جس بات کو شاہ ولی اللہ صاحبؒ نے اشاروں میں سمجھایا تھا، جس مفہوم کو شاہ عبد العزیز صاحبؒ نے غیر مطبوعہ تفسیر کی عبارتوں میں سمویا تھا آپ نے کھلے بندوں اس کو واضح کیا اور اس کے ہر ایک پہلو پر روشنی ڈالی۔ آپ کی عجیب و غریب تصنیف:

"منصب امامت"

آج بھی موجود ہے

شیخ الاسلام مولانا سید حسین احمد مدنی رحمۃ اللہ کے قلم سے

سفر نامۂ شیخ الہندؒ

شیخ الہند حضرت مولانا محمود حسن قدس سرہ کا سفرنامہ حجاز و مصر نیز اسارت مالٹا کی ولولہ انگیز روداد، حکومتِ برطانیہ کے خلاف جہادِ آزادی کی ایمان افروز سرگزشت، اسیرِ مالٹا کے صبر و ثبات اور عزم و استقلال کی زندۂ جاوید داستان، شیخ الہند کی انقلاب آفریں شخصیت اور حریتِ دین و وطن کا مستند تذکرہ، تاریخ آزادی برِّصغیر کا درخشاں باب، اسلامی سیاست و فراست اور عزیمت و استقامت کا عظیم و بے مثال مرقع۔

مکتبہ محمودیہ جامعہ مدنیہ کریم پارک لاہور

خط و کتابت
کرتے وقت تاریخ
لکھنا مت بھولیے

مولانا منیر احمد صاحب

کہروڑپکا

اسلام میں معاشیات کی اہمیت

حضرت آدم علیہ السلام کا جنت سے نکلنا اور نکل کر زمین پر رہائش پذیر ہونا، پھر باقاعدہ طور پر سلسلۂ نبوت و شریعت کے ذریعہ انسان کا شرعی حدود و قیود کے اندر پابہ زنجیر ہونا۔ اس کے پس منظر میں ظاہری سبب کے طور پر ایک غذائی مسئلہ اکل الشجرہ کارفرما ہے۔ یعنی جس درخت کے پھل سے ان کو روکا گیا تھا۔ اس کو کھانا۔

نظام عبادت و اخلاق کی بنیاد

زندگی کے طویل و عریض پھیلاؤ کے باوجود اگر اس کو سمیٹا جائے اور شجر حیوۃ کی شاخوں کو اپنے تنے سے جوڑ کر ان کی جڑ تلاش کی جائے تو دو چیزیں ایسی ہیں جو واقعی اس شجر کے لیے جڑ ہونے کے طور پر سامنے آتی ہیں انہی سے شجر زندگی کی تمام شاخیں پھوٹتی ہیں :

(۱) تعلّق بالخالق (اپنے پیدا کنندہ کے ساتھ تعلق) چونکہ انسان سراپا عجز ہے اور اللہ تعالیٰ کی ذات سراپا قدرت ہی قدرت ہے اس لیے یہ اپنی تمام حاجات و ضروریات میں ہر لمحہ ہر آن اس کا محتاج ہے۔ کوئی چیز بھی ایسی نہیں ہے جس کے حصول میں کسی وقت یہ خدا تعالیٰ سے مستغنی ہو سکے۔ یہ عاجز انسان اپنے اسی عجز و احتیاج کی وجہ سے اس قادر مطلق کے ساتھ تعلق رکھنے پر مجبور ہے۔ جب اس کو روزی کی طلب و جستجو ہو تو مجبور ہے کہ اس رزاق کے سامنے دست سوال دراز کرے۔ جب اس کے دل میں اولاد کا شوق موجزن ہو تو جو قطرۂ آب پر نقش کھینچنے والا ہے، اسی سے اپنے شوق کو صورت بخشنے کی درخواست کرے۔ جب بیمار و لاچار ہو کر پڑا ہو، اور ظاہری اسباب اس سے منہ موڑ کر اس کو چھوڑ چکے ہوں اور وہ ظاہری اسباب سے مایوس ہو چکا ہو تو ابھی تک ایک ایسی شافی ذات کا سہارا باقی ہے جو تنہا و یکتا تمام بے سہاروں کا آخری سہارا ہے جس کے مقابلے میں دنیا کے تمام سہارے ہیچ ہیں اور جب کوئی آدمی ظالم دنیا کے ہاتھوں ستم رسیدہ و غم گذیدہ ہو اور کوئی نفس ایسا نہ ہو جو ظالم ہاتھ کو توڑ کر اس کی دادرسی کرے تو اس ذات کی پناہ لے جو بغیر کسی رکاوٹ کے مظلوموں کی آہ و فغاں سنتے ہی فریادرسی کرنے والی ہے۔ آخر کونسی ایسی طاقت ہے جو اس کو سب حاجات و ضروریات میں نہیں بلکہ کسی ایک ضرورت میں مطمئن کر کے خدا تعالیٰ سے بے پرواہ کر دے ؟ جو طاقت و قوت بھی اس زعم باطل میں مبتلا ہو گی آخر وہ انہی ظاہری طاقت کی حقیقت تک رسائی حاصل کر سکے تو اس کو اپنی اس طاقت کی تہہ میں عجز کے انبار دکھائی دیں گے۔ پھر اس عجز کی وسعت کا جس قدر انکشاف ہوتا چلا جائے گا، اللہ تعالیٰ سے تعلق کا دائرہ بھی اسی قدر وسیع سے وسیع تر ہوتا چلا جائے گا۔ اسی لیے حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں :

من عرف نفسہ فقد عرف ربّہٗ

ترجمہ : جس نے اپنے نفس کو (عجز کے ساتھ) پہچان لیا اس نے اپنے رب کو (اس کی قدرت کے ساتھ) پہچان لیا۔

(۲) دوسری چیز تعلق بالمخلوق ہے۔ (مخلوق کے ساتھ تعلق)

چونکہ انسان مدنی الطبع، متمدن مزاج اور اجتماعی زندگی کا حامل ہے۔ اس لیے اگر انسانی زندگی کے درخت کا مطالعہ اس اعتبار سے کیا جائے تو اس میں شاخ در شاخ بہت وسعت معلوم ہوتی ہے۔ انسان کے تعلق کی یہ نوع خاوند بیوی، والدین، اولاد، باپ بیٹا، ماں بیٹی، مالک و مملوک، آقا و غلام، امیر و غریب، حاکم و محکوم، کسان اور زمیندار، مالک مکان اور کرایہ دار، مزدور اور کارخانہ دار سب کے تعلقات پر حاوی ہے اور تعلق کی انہی دو قسموں کی بنا پر ہر انسان کے ذمہ عاید شدہ حقوق کی بھی دو قسمیں ہیں حقوق اللہ و حقوق العباد۔ اور ہر ایک کی ادائیگی کا طریقہ بھی جدا جدا ہے۔ حقوق اللہ کی ادائیگی کا جو طریقہ ہے اس کا نام عبادت ہے اور حقوق العباد سے سبکدوشی کے طریقہ کا نام اخلاق ہے، لیکن عبادت و اخلاق کا طریقہ ہر انسان کی اپنی مرضی و

صوابدید پر نہیں چھوڑ دیا گیا کہ جیسے کوئی چاہے وہی طریقہ اختیار کر لے، بلکہ اللہ نے بغیر کسی امتیاز کے تمام افراد انسانی کے لیے عبادت و اخلاق کا ایک جیسا طریقہ مقرر کیا ہے۔ اس ادائیگی حقوق کے یک جہتی طریقہ کی وجہ سے دو نظام وجود پذیر ہوتے ہیں۔ نظام عبادت اور نظام اخلاق۔ عبادت کے یک جہتی طریقہ کا نام نظام عبادت ہے اور اخلاق کے یک جہتی طریقہ کا نام نظام اخلاق ہے۔ اور ان دونوں نظاموں کے توضیحی بیانات و تشریحات اور ان کی تعلیمات کا مجموعہ لسان نبوت میں شریعت کہلاتا ہے اور کسی خطۂ ارضی میں ان کا عملی نفاذ کر کے اس پر عمل درآمد کرانا حکومت الٰہیہ یا اسلامی حکومت ہے۔ عبادت و اخلاق جن کی بنیاد پر قصر شریعت کی پوری عمارت کھڑی کی گئی ہے، اگر احادیث کا مطالعہ کیا جائے تو پتہ چلتا ہے کہ ان کے فرض کو ادا کر کے بری الذمہ ہونا اور ان سے عہدہ برآ ہونا رزق حلال اور جائز معاش پر موقوف ہے۔ جب تک حلال رزق اور جائز معاش کا بندوبست نہ ہو تب تک ان دونوں ذمہ داریوں سے بری ہونا نہ صرف یہ کہ مشکل ہے، بلکہ اپنے فرض سے سبکدوشی کے بجائے اس سے چشم پوشی کے مترادف ہوگا۔

آخرت میں دربار ایزدی میں جو چار سوالات ہوں گے اور جب تک ان کا جواب نہیں دیا جائے گا ہر آدمی پریشان خیال و پریشان حال اپنے قدموں پر کھڑا رہے گا۔ ان میں سے ایک سوال اس کی مالیات کے متعلق ہوگا۔

من این اکتسبہٗ
وفیھم انفقہ۔؟

ترجمہ: تو نے اس مال کو کہاں سے حاصل کیا اور کہاں خرچ کیا۔؟۔

اسلامی حکومت کی مالیاتی پالیسی

غور کرنے کی بات یہ ہے کہ جو مذہب اپنی پوری عمارت جائز معاش پر رکھتا ہو اور یہ بتاتا ہو کہ جب تک:

من این اکتسبہ و
فیھم انفقہ (کہاں سے
کمایا، کہاں خرچ کیا؟)

کے سوال کو حل نہیں کر لیا جائے گا اس وقت ہر شخص اپنے قدموں پر جا رہے گا۔ تو وہ معاش کے بارے میں ہدایات دینے سے کیونکر خاموش پالیسی اختیار کرے گا اور یہ کیسے ہو سکتا ہے کہ معاش کو نظام عبادت اور نظام اخلاق کی بنیاد قرار دے کر دونوں نظاموں کی تو چھوٹی سے چھوٹی جزئیات کے بیان کرنے سے اعراض نہ کرے، مگر ان کی بنیاد کے متعلق چند اصولی ہدایات دینے سے بھی گریز کرے۔ یقیناً اس نے معاشیات میں اپنے ماننے والوں کی نہ صرف یہ کہ رہنمائی کی ہے بلکہ ان کو پوری مالی پالیسی مرتب کر کے دے دی ہے۔ اس نے افراد کے لیے بھی جائز معاش کے ذرائع آمد بتلائے ہیں اور حکومت کے لیے بھی، مگر ہم یہاں صرف حکومت کے ذرائع آمد کا مختصر خاکہ پیش کریں گے۔

قومی خزانے کے ذرائع آمد

حکومت کو جو آمد ہوتی ہے وہ نہ تو حکومت کی ملکیت شمار ہوتی ہے، نہ کسی فرد واحد کی، بلکہ وہ پوری قوم سرمایۂ حیات ہوتا ہے۔ البتہ حکومت کے پاس بطور امانت کے سپرد کیا جاتا ہے اور حکومت نیابت کے طریقہ پر اس مال کو قوم کے مفاد کی خاطر استعمال کرتی ہے۔ اس مشترکہ سرمایہ کا اسلامی نام بیت المال ہے۔ اس کے متعدد ذرائع آمد ہیں۔

۱۔ مال غنیمت۔ وہ دولت جو کافروں کے ساتھ جنگ کرنے کے بعد غلبہ پانے کی صورت میں مسلمانوں کو حاصل ہو اس کے چار حصص مجاہدین میں تقسیم ہوتے ہیں اور خمس (پانچواں حصہ) بیت المال میں داخل کیا جاتا ہے۔ (سورۃ انفال)

۲۔ مال فئ۔ کافروں کا وہ مال جو جنگ کے بغیر صلح و آشتی سے مسلمانوں کو حاصل ہو۔ یہ سارا مال بیت المال میں شامل کر لیا جاتا ہے۔ (سورہ حشر)

۳۔ خراج۔ اس کا تعلق ایسی زمین کی پیداوار سے ہوتا ہے جو مسلمانوں کو جنگ میں فتح یاب ہونے سے حاصل ہوئی ہو۔ پھر وہ مفتوحہ زمین انہی کافروں کے قبضہ میں بحال رکھی جائے جو پہلے قابض تھے، یا کسی مسلمان کی تولیت میں دے دی جائے یا اس کو کوئی مسلمان خرید لے، ہر صورت میں وہ زمین خراجی رہے گی اور حکومت اس کی پیداوار سے خراج وصول کرتی رہے گی۔

۴۔ جزیہ۔ اگر کوئی غیر مسلم قوم اسلامی حکومت کی ماتحتی قبول کر لے اور اس کی وفادار بن کر رہنے کا عہد کرے تو اسلامی حکومت کے لیے ضروری ہو جاتا ہے کہ اپنے مسلمانوں کے مال و جان کی طرح ان کے مال و جان کی بھی حفاظت کرے اور اس حفاظت کے عوض ان سے ٹیکس وصول

کرے۔ غیر مسلم اقلیتوں کے اس حفاظتی ٹیکس کو اسلام کی اصطلاح میں جزیہ کہا جاتا ہے۔ خراج اور جزیہ تولیت کی طرف سے کوئی مقدار متعین نہیں ہے بلکہ اس کی مقدار کا معاملہ خلیفہ کی طرف تفویض کر دیا گیا ہے۔ وہ مختلف حالات میں جو مناسب سمجھے وصول کر سکتا ہے۔

۵۔ زکوٰۃ۔ یہ تین قسم کے مال پر لاگو ہوتی ہے۔ پہلی قسم نقدی، یعنی سونا چاندی خواہ کسی شکل میں موجود ہو، زیوروں اور برتنوں کی صورت میں ہو یا کہ رپیوں کی صورت میں اس میں سے زکوٰۃ کا ادا کرنا ضروری ہوتا ہے اور کاغذی نوٹ سونے کی رسید ہوتی ہے۔ گویا جس کے پاس ایک ہزار ہے وہ ایک ہزار کے سونے کا مالک ہے۔ پس اگر کسی شخص کے پاس اتنے نوٹ جمع ہو جائیں کہ جن کے عوض اتنا سونا یا چاندی مل سکتا ہو جس میں زکوٰۃ واجب ہو جاتی ہے، تو اس پر زکوٰۃ فرض ہوگی۔ دوسری قسم مالِ تجارت: مالِ تجارت میں اس کی قیمت کا اعتبار کر کے زکوٰۃ ادا کی جائے گی۔ ان دونوں قسموں میں مال کے چالیس فی صد حصّہ کے حساب سے زکوٰۃ ادا کرنا پڑتی ہے۔ مال کی تیسری قسم وہ مویشی ہیں جو گھریلو ضروریات کے لیے نہیں بلکہ افزائش نسل کے لیے پالے گئے ہوں اور سال کا اکثر حصہ چر کر گزارتے ہوں ان میں زکوٰۃ کی کوئی ایک مقدار مقرر بلکہ جانوروں کی قدر و قیمت کے مختلف ہونے کے اعتبار سے ان میں زکوٰۃ کی شرح بھی مختلف ہے۔ ان تینوں قسموں کے اموال میں زکوٰۃ اس وقت واجب ہوگی جب کہ اپنی ضرورت سے زائد اتنی مقدار میں مال جمع ہو جو نصاب کی حد کو پہنچ جائے اور اس پر سال گذر جائے۔

۶۔ عشر۔ (دسواں حصہ) وہ بارانی زمین جو بارشی پانی سے سیراب ہوتی ہیں جن میں کسانوں کو زیادہ محنت نہیں کرنا پڑتی۔ ان میں کل پیداوار کا دسواں حصہ دینا واجب ہوتا ہے اور اگر وہ زمین بارانی نہ ہو بلکہ خود پانی کا بندوبست کر کے، یا نہری پانی سے سیراب کر کے کاشت کی جاتی ہو تو اس کی پیداوار پر بیسواں حصہ دینا ضروری ہوتا ہے۔

۷۔ وہ ماہانہ یا سالانہ ٹیکس جو حکومت مشترکہ مفاد کی خاطر عوام پر لازم کرتی ہے، جیسے آبیانہ یا نہر کی کھودائی یا محلّہ کی پہرہ داری کا ٹیکس۔ اگر صحیح اسلامی حکومت قائم ہو جائے تو غنیمت و فیٔ کے علاوہ باقی ساری آمدنیاں ایسی ہیں جو آج بھی بحال ہو سکتی ہیں۔ پاکستان میں جتنی بھی غیر مسلم اقلیتیں موجود ہیں اور حکومت پر ان کی حفاظت لازم ہے، ان سے ٹیکس جزیہ کے نام سے وصول کیا جا سکتا ہے۔ پاکستان کی زمین عشری ہے یا خراجی یہ ایک قابل تحقیق مسئلہ ہے تاہم جو بھی ہو حکومت کا یہ بھی ایک اہم ذریعہ آمد ہے۔ اسی طرح زکوٰۃ اور ٹیکس بھی موجودہ حالت میں وصول کیے جا سکتے ہیں۔ اس میں کوئی شک نہیں کہ ہمارے ملک میں لاکھ پتی تو بے شمار ہیں، مگر کروڑ پتی لوگوں کی بھی کوئی کمی نہیں ہے۔ جاگیرداروں زمینداروں کی بھی خاصی کھیپ موجود ہے۔ لہٰذا اگر پائی پائی کا حساب کر کے یہ ساری آمدنیاں دولت مندوں سے وصول کی جائیں اور ان کو جمع کیا جائے تو ہر سال کروڑوں روپے حکومت کو حاصل ہو سکتے ہیں، مگر اس کے لینے کا حق اسی حکومت کو ہوگا جو اسلام کے بتائے ہوئے اصولوں پر قائم ہو کر ان پر عمل درآمد کرے اور رعایا سے کرائے۔

باقی آئندہ

بقیہ غزالہ لطیف کا قتل

ہمیں اپنے گریبان میں ہی جھانکنے کی زحمت گوارا کرنی پڑے گی۔ ہمیں بدیشی سامراج کی اندھی تقلید میں اپنے کپڑوں سے ”بے نیاز“ ہونے کی بجائے، ”زینت کی جگہیں“ چھپانے کے ارشادِ خداوندی پر عمل کرنا ہوگا۔ ہمیں بازاروں میں غیر محرم مردوں کو دعوتِ عیش دینے کے بجائے گھر کی چار دیواری میں ”محصور“ ہونا پڑے گا۔ ہمیں مذکورہ واقعات سے عبرت پکڑتے ہوئے مستقبل میں احتیاط کرنی پڑے گی تا کہ کسی علمی، الیاس اور نثار کی نظریں ہم پر نہ پڑ سکیں۔

عمدہ اور لذیذ
کھانے
حلیم ہوٹل
کسیرہ بازار
گوجرانوالہ

زاہد الراشدی

ظلم کے خلاف جنگ

اور ہمارے اسلاف کا مثالی کردار!

ہمارے اکابر و اسلاف نے اللہ تعالیٰ ان کی قبور پر کروڑوں رحمتیں نازل فرمائیں جن مقاصد کے لیے دنیا میں جدوجہد کی اور قربانیاں دیں ان میں دو مقصد بنیادی اہمیت کے حامل ہیں اور اکابر و اسلاف کے نقش قدم پر چلنے والے کسی بھی شخص کے لیے ان مقاصد کو نظر انداز کرنا مشکل ہے۔

پہلا مقصد مسلم معاشرہ میں دینی اقدار و روایات کا تحفظ اور دینی علوم کی ترویج و اشاعت ہے۔ اور اس کے لیے بزرگانِ دین نے مختلف شعبوں میں کام کیا ہے۔

قرآن کریم کی تفاسیر، احادیثِ رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی تشریحات، فقہ، کی ترتیب و تدوین، تاریخِ اسلام اور سنتِ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم و آثارِ صحابہؓ رضوان اللہ علیہم اجمعین کی حفاظت اور اس سے متعلق اہم امور پر بزرگانِ دین کا وسیع تر تحریری کام اس بنیادی مقصد کی تکمیل کی پہلی کڑی ہے۔

تعلیم و تربیت کا نظام جو ہر دور میں علماء کرام نے کسی نہ کسی شکل میں قائم رکھا ہے اور آج بھی دنیائے اسلام خصوصاً برّصغیر پاکستان و ہندوستان و بنگلہ دیش میں ہزاروں مدارس موجود ہیں جن میں قرآنِ کریم، احادیث نبویؐ علیٰ صاحبہا التحیۃ والسلام، فقہ، اصول فقہ، اسلامی تاریخ عربی ادب صرف و نحو اور دیگر ضروری علوم کی تعلیم کے ساتھ ساتھ طلبہ کو اپنی معاشرت پر پابند رہنے کی ترغیب و تلقین دی جاتی ہے اور یہ بھی اسی سلسلہ کی ایک کڑی ہے۔

تعلیم و تربیت کے علاوہ ہمارے اسلاف نے ہر دور میں عمومی تبلیغ و اصلاح کا کام بھی کسی نہ کسی انداز میں جاری رکھا ہے۔ ہر دور کے تقاضوں کے مطابق اس کے طریق کار میں تبدیلیاں ہوتی رہی ہیں اور مجموعی طور پر اس نظام نے بھی معاشرہ میں دینی اقدار کو قائم رکھنے میں اہم کردار ادا کیا ہے۔

اسی بنیادی مقصد کی ایک بنیادی کڑی روحانی تربیت کا خانقاہی نظام ہے۔ اولیاء کرامؒ نے مسلم معاشرہ کو دلی امراض سے پاک رکھنے، مسلمانوں کا تعلق اللہ تعالیٰ کے ساتھ جوڑنے اور شیطانی وساوس کے سدباب کے لیے روحانی تربیت کا نظام قائم کیا۔ قادری، سہروردی، چشتی اور نقشبندی سلسلے اسی رُوحانی تربیت کے لیے مختلف مکاتب فکر کی حیثیت رکھتے ہیں۔ مندرجہ بالا تین نظاموں یعنی نظام تالیف و تصنیف نظام تعلیم و تربیت اور نظام تبلیغ و اصلاح کے ساتھ نظام خانقاہی بھی اس اہم اور بنیادی مقصد کی تکمیل کے لیے ہمیشہ سے سرگرم عمل ہے کہ مسلم معاشرہ میں اسلامی اقدار و روایات ہی کا غلبہ رہے اور غیر اسلامی اخلاق و اقدار مسلم معاشرہ کو اپنی لپیٹ میں نہ لے لیں۔

دوسرا بڑا مقصد جس کے لیے ہمارے اکابر و اسلافؒ نے بے پناہ قربانیاں دی ہیں۔ ظلم و کفر کے خلاف جنگ ہے اور حضرت عبداللہ بن زبیر رضی اللہ عنہٗ سے لے کر حضرت قطب الاقطاب مولانا احمد علی قدس سرہ العزیز تک اکابر کے پورے سلسلہ میں ایک کڑی بھی ایسی نہیں جو ظلم و جبر کے خلاف جدوجہد کے اثرات سے خالی ہو اور اسلامی تاریخ کے وسیع دَور میں ایک لمحہ کا بھی ایسا وقت موجود نہیں ہے جب ہمارے اسلاف میں سے کسی نہ کسی نے ظلم و جبر کے خلاف کلمہ حق نہ بلند کیا ہو۔

حضرت امام ابوحنیفہؒ نے جیل میں زہر کا پیالہ پی کر جام شہادت نوش کیا۔ امام احمد بن حنبلؒ کی پشت پر روزانہ کوڑے برستے رہے۔ امام شمس الائمہ سرخیؒ نے قید و بند کی صعوبتیں برداشت کیں۔ ابن تیمیہؒ کو ظلم و جبر کا سامنا کرنے کے جرم میں کال کوٹھڑی کے پیچھے دھکیل دیا گیا۔ حضرت مجددؒ الف

باقی ص۱۷ پر

تحریر : الاستاذ احمد الشر باصی
ترجمہ : حافظ مقصود احمد

حضرت عقبہ بن نافع فہری رضی اللہ تعالیٰ عنہ

عقبہ بن نافع رضی اللہ تعالیٰ عنہ دنیائے اسلاکے لبطل عظیم ، فاتح افریقہ ، شہر قیروان اور مشہور مسجد عقبہ کے مؤسس و بانی تھے ۔ صدرِ اسلام میں ان کے عسکری کارناموں کے علاوہ ان کے مستجاب الدعوات ہونے کی کرامت خاص طور پر مشہور تھی ۔

عقبہ بن نافع رضی اللہ عنہ حضور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی حیاۃ مبارکہ میں سال اول قبل ہجرت کے پیدا ہوئے ، اگرچہ بعض مؤرخین ان کے صحابی ہونے کا دعوی کرتے ہیں اور کہتے ہیں کہ عقبہ ان چند صحابہ میں سے ایک ہیں جو افریقہ میں داخل ہوئے ، لیکن بعض کہتے ہیں کہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کے دیدار سے مشرف نہ ہو سکے ۔

حضرت عقبہ رض نے فتح مصر میں خصوصی کردار ادا کیا اور ملک شام کی بیشتر فتوحات ان کی قیادت میں ہوئیں ۔ شام میں یہ جنگیں انہوں نے حضرت عمرو بن العاص رض کے نائب کی حیثیت سے لڑیں ۔ بعد ازیں شمالی افریقہ کی اس فوج کی کمان کی جس نے اس ملک کو اسلامی جھنڈے تلے لا کھڑا کیا ۔ یہ فوج بڑھتے بڑھتے تونس میں جب اس مقام پر پہونچی جہاں وادی قیروان ہے ، تو عقبہ رض کو یہ جگہ بہت پسند آئی ۔ چنانچہ انہوں نے یہاں ایک مسجد بنائی جو آج بھی جامع عقبہ کے نام سے مشہور ہے ۔ مزید برآں اسلامی دستور کے مطابق اپنے ساتھیوں کو حکم فرمایا کہ اپنی رہائش کے مکانات اس کے گرد بنالیں ۔ مقصد یہ تھا کہ مسلمانوں کی اجتماعی زندگی کی اساس مسجد ہو ۔ اس جگہ ایک شہر بنایا جسے آجکل قیروان کہتے ہیں ۔ یہ شہر فاطمیین کے عہد میں مرکزی حیثیت کا حامل رہا ہے ۔ آربری کا کہنا ہے کہ عقبہ رض پہلے شخص تھے جنہوں نے قیروان کا نقشہ ترتیب دیا ۔ اس کے رہنے والوں کے لیے مکانات وغیرہ کا تعین بھی انہوں نے خود کیا ۔ پھر عقبہ کے متعلق وہ مشہور فقرہ درج کیا ہے کہ :

> "وہ بہترین والی اور بہترین امیر تھے "

حضرت عقبہ رض کے ہمراہ بلیں صحابہ رضوان اللہ علیہم اجمعین اور تابعین کی ایک کثیر تعداد تھی اور جس وقت عقبہ رض نے قیروان کا علاقہ فتح کیا تو اپنے ساتھیوں سے فرمایا :

> "اے معشرِ عرب ! میں یہ چاہتا ہوں کہ آپ اس جگہ پر ایک شہر بنا کر رہیں ، یہاں سے اسلامی فوج تیار ہوا کرے اور قیامت تک کے لیے یہ جگہ عزتِ اسلام کا باعث بنے "

پھر اس شہر کی بنیاد رکھنے کے بعد ایک پُرسوز دعا مانگی :

> "اے اللہ ! اس شہر کو علم اور فقہ سے بھر دے اور اس شہر کو اپنے اطاعت گذار اور عبادت گذار بندوں سے عزت عطاء فرما ۔ اے اللہ اس شہر کو اپنے دین کی عزت اور کفر کی ذلّت کا ذریعہ بنا ۔ اے اللہ ! یہ شہر دینِ اسلام کی عزت کا باعث بنے اور ظالم اور جابر اس شہر سے دور رہیں "

حضرت عقبہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ صالحین اولیاء اللہ میں سے تھے اور تقویٰ اور پرہیزگاری کی وجہ سے مستجاب الدعوات مشہور تھے ۔ تاریخ کا یہ مشہور واقعہ ہے کہ جس وقت وہ شہر قیروان کی بنیاد رکھنے والے تھے اس وقت یہ جگہ بہت سے جنگلی درندوں اور سانپوں کا مسکن تھی ۔ عقبہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اپنی فوج میں سے صحابہ رض کو اکٹھا کیا اور نہایت اخلاص سے اللہ تبارک و تعالیٰ کے حضور میں دعا کی اور پھر پکار کر کہا :

> "اے حشرات الارض اور درندو ! ہم نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلّم کے صحابی رض ہیں ۔ ہم یہاں رہنا چاہتے ہیں ، لہذا تم یہاں سے چلے جاؤ اس حکم کے بعد اگر تم کو یہاں دیکھا گیا تو قتل کر دیئے جاؤ گے "

اور پھر عجیب واقعہ رُونما ہوا ۔ قدرتِ خداوندی سے تمام جانوروں نے وہاں سے رختِ سفر باندھا ۔ تاریخ کہتی ہے کہ ان کے کوچ کا نقشہ یہ تھا کہ شیر ، بھیڑیا ، سانپ ،

ہر ایک اپنے اپنے بچوں کو اٹھائے ہوئے بھاگے جا رہے ہیں۔ بربر قبائل نے جب یہ نقشہ خود اپنی آنکھوں سے دیکھا تو جوق در جوق مسلمان ہونے لگے۔

ایک دفعہ عقبہ بن نافع رضی اللہ تعالیٰ عنہ مجاہدین کے ہمراہ صحرا میں راستہ بھول گئے۔ اثنائے سفر میں پانی ختم ہو گیا اور شدتِ پیاس سے ہمراہیوں کو موت نظر آنے لگی۔ عقبہ بن نافعؓ نے دو رکعات بڑے اخلاص سے پڑھیں اور پھر اپنے رب سے پانی مانگا۔ فوراً ہی ان کا گھوڑا اپنے سموں سے زمین کریدنے لگا اور دیکھتے ہی دیکھتے زمین سے پانی ابلنے لگا اور گھوڑا پانی پینے لگا۔ عقبہؓ نے یہاں ایک کنواں کھدوایا اور بہترین میٹھا پانی لوگوں کو میسر آیا۔ صفحاتِ تاریخ میں یہ کنواں محفوظ ہے اور اب بھی اسے "مارالفرس" کے نام سے یاد کیا جاتا ہے۔

تاریخ میں یہ واقعہ بھی مذکور ہے کہ لہردم اور بربر قبائل نے عقبہ بن نافع رضی اللہ عنہ اور ان کی فوج کے خلاف شیطانی معاہدہ کیا۔ چنانچہ عقبہؓ نے اپنی فوج کو مخاطب ہو کر فرمایا:

> "اے لوگو! تم میں سب سے بہتر اور عزت والے لوگ صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم تھے۔ جن کے سامنے قرآن نازل ہوتا رہا۔ انہوں نے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلّم کے دستِ مبارک پر بیعتِ رضوان کی۔ اس بیعت کا مقصد یہ تھا کہ قیامت تک جو شخص بھی اللہ تعالیٰ کے ساتھ کفر کرے گا، اس کے خلاف جہاد کریں گے۔ وہ تم میں سے بہترین تھے اور بیعت کے معاملہ میں تم سے سبقت لے گئے۔ انہوں نے اپنے رب کے ساتھ اپنی جانوں کے عوض جنت کا سودا کیا اور بڑا منافع والا سودا کیا۔ آج تم لوگ دیارِ غیر میں ہو اور تم نے بھی اپنے رب سے بیعت کی ہے۔ اس نے تم کو اس حال میں دیکھ لیا ہے۔ آپ لوگ اس شہر میں صرف اس کی رضا کی خاطر آئے ہو۔ تمہارے آنے کا مقصد اس کے دین کو سربلند کرنا ہے، لہذا مَیں تم کو خوشخبری سناتا ہوں کہ جب بھی دشمن کی تعداد میں اضافہ ہوا ہے مآلِ کار اسے رسوائی اور ذلت کے سوا کچھ بھی حاصل نہیں ہوا۔ اِن شآء اللہ تمہارے دشمن کا یہی حال ہو گا۔ دشمن کے مقابلہ میں صدقِ دل کے ساتھ ڈٹ جاؤ خدا تمہارے ہاتھوں دشمن کو ہلاک کرے گا۔ اللہ تعالیٰ کی مدد سے دشمن کے ساتھ جنگ کرو۔
>
> واللہ لا یرد باسہٗ عن القوم المجرمین ۝"

یہ کہہ کر عقبہؓ آگے بڑھے اور ان کی فوج ہمراہ تھی۔ دشمن کے ساتھ سخت جنگ لڑی اور شاندار کامیابی حاصل کی۔

جب عقبہ اللہ کی راہ میں جہاد کے لیے نکلتے تو اپنی اولاد کو جمع کر کے فرماتے:

> "مَیں نے اپنے رب سے اپنی جان کا سودا کر لیا ہے اور مَیں نہیں جانتا کہ اس سفر میں میرے ساتھ کیا پیش آئے۔ اے میرے بیٹو! مَیں تمہیں تین خصلتوں کی نصیحت کرتا ہوں ان کا خاص خیال رکھنا اور انہیں ضائع مت کرنا۔
>
> خبردار! قرآن کو چھوڑ کر شعر و شاعری کے پیچھے مت لگنا، کیونکہ اللہ کے ہاں دلیل صرف قرآن ہے۔ ہاں ہاں کلام عرب میں وہ چیز لے لو جو عقل مند کی ہدایت کا موجب ہو سکے۔
>
> مکارمِ اخلاق کو اپناؤ اور اس کے علاوہ امور سے اجتناب کرو۔ مَیں تم کو وصیت کرتا ہوں کہ قرض مت لینا خواہ تمہیں بھوکا ہی سونا پڑے کیونکہ قرض دن کے وقت ذلّت اور رات کے وقت افکار کا باعث ہوتا ہے، لہذا قرض نہ لینا۔ اس سے تم لوگوں میں باعزت زندگی بسر کر سکو گے۔
>
> مغرور اور بدعمل لوگوں سے علم حاصل مت کرو، کیونکہ وہ تمہیں اللہ کے دین سے جاہل بنا دیں گے دین صرف اہلِ ورع و تقویٰ سے حاصل کرو، کیونکہ اسی میں سلامتی ہے اور جس نے دین کے معاملہ میں احتیاط برتی وہ نجات پا گیا۔
>
> پھر کہا: تجھ پر اللہ کی سلامتی ہو۔ مَیں دیکھتا ہوں کہ آج کے دن کے بعد تم مجھے دیکھ نہیں پاؤ گے۔"

پھر یہ دعا مانگی:

> "اے اللہ میری جان اپنی رضا کے لیے قبول فرما اور جہاد فی سبیل اللہ میرے لیے رحمت کا باعث بنا اور اپنے ہاں عزت کے مقام پر فائز فرما۔"

حضرت عقبہ ہر بار جہاد کے لیے جاتے وقت یہی دعا دہرایا کرتے اور صرف اس دعا پر ہی اکتفا نہ کرتے، بلکہ اس کے لیے اسباب و وسائل بھی تلاش کرتے تھے۔ اللہ تعالیٰ کے اس ارشاد (واذا سألك عبادی عنی فانی قریب اجیب دعوة الداع اذا دعان فلیستجیبولی ولیؤمنوابی لعلھم

یرشدون ۵) کے مفہوم کو خوب سمجھتے تھے۔

عقبہ بن نافعؓ کے غزوات، ان کی بطالت و شجاعت کے آئینہ دار تھے۔

سنہ ۴۹ھ میں آپ نے مشہور سمندری معرکہ سر کیا۔ سنہ ۶۳ھ میں منطقہ زاب کو فتح کرتے ہوئے بحیرہ اٹلانٹک جا پہونچے وہاں بلند آواز سے پکارا:

"السلام علیکم ورحمة الله"

بعض ساتھیوں نے پوچھا کہ حضرت یہ سلام کن کو کہا جا رہا ہے؟ تو فرمایا کہ قوم یونس علیہ السلام کو، اور وہ اس سمندر کے اس پار ہیں۔ اگر یہ درمیان میں نہ ہوتا تو میں تمہیں ان تک لے جاتا۔ پھر آسمان کی طرف ہاتھ بلند کر کے کہا:

> "اے اللہ گواہ رہو میں نے اپنی پوری کوشش کر دی ہے اور اگر یہ سمندر میرا مزاحم نہ ہوتا تو میں ان قوموں سے جا لڑتا جو تیرے سوا کسی اور کی پرستش کرتی ہیں۔ تا آنکہ تیرے سوا کسی اور کی پوجا نہ کی جاتی۔"

عقبہؓ کے ہمراہ ایک اور شخص ابو مہاجرؓ تھے۔ عقبہؓ نے ارادہ کیا کہ انہیں اپنے بعد اپنا قائم مقام بنا دیں، لیکن ابو مہاجرؓ نے یہ کہہ کر انکار کر دیا:

> "اے عقبہؓ! کیا میں تیری خاطر شہادت چھوڑ دوں اور تو اکیلا شہادت حاصل کر لے۔ واللہ میں بھی شہادت کا طلب گار ہوں۔"

یہ کہہ کر دشمن پر پل پڑے۔ خدا تعالیٰ نے فتح و نصرت عطا فرمائی، لیکن اللہ تعالیٰ نے یہ چاہا کہ اس فتح کی قیمت بھی ادا ہو۔ چنانچہ جب اس جنگ سے فارغ ہو کر واپس لوٹ رہے تھے، اکثر لشکر آگے جا چکا تھا اور خود چند ہمراہیوں کے ساتھ تھے۔ دفعتہً فرنگیوں کے ایک بہت بڑے لشکر نے ان پر حملہ کر دیا عقبہؓ نے ان کے ساتھ ڈٹ کر مقابلہ کیا۔ طرفین میں سے شاید ہی کوئی بچ سکا۔ عقبہ بن نافعؓ اور ابو مہاجرؓ دونوں کو شہادت نصیب ہوئی۔ اس طرح یہ مرد مجاہد اور انکا ساتھی اپنے رب کے ساتھ جا ملے۔

بنا کردند خوش رسمے یہ خون و خاک غلطیدن
خدا رحمت کند این عاشقانِ پاک طینت را

بقیہ ظلم کے خلاف جنگ

ثانیؒ نے قلعہ گوالیار کو اپنی نظر بندی سے روشنی بخشی، شاہ عبدالعزیز محدث دہلویؒ نے آنکھوں جیسی نعمت اس عظیم مشن پر قربان کر دی اور دہلی بدر ہونا قبول کر لیا سید احمد شہیدؒ اور شاہ اسماعیل شہیدؒ بالاکوٹ کے دامن میں ذبح ہو گئے، حاجی امداد اللہ مہاجر مکی، مولانا محمد قاسم نانوتویؒ مولانا رشید احمد گنگوہیؒ، حافظ ضامن شہیدؒ، مولانا عبدالجلیل شہیدؒ، مولانا محمد جعفر تھانیسریؒ، علامہ فضل حق خیرآبادیؒ اور دوسرے اکابر کو ظلم و کفر کے خلاف مسلح جنگ کے میدان میں آنا پڑا، شیخ الہندؒ مولانا محمود الحسنؒ مالٹا کے جزیرہ میں اپنے رفقاء سمیت نظر بند ہوئے، حضرت مولانا حسین احمد مدنیؒ نے ساری زندگی ظلم و جبر کے خلاف جنگ میں گزار دی۔ قطب الاقطاب حضرت لاہوریؒ ظلم و جبر کے عتاب کا نشانہ بنے، امیر شریعت سید عطاء اللہ شاہ بخاریؒ نے نصف زندگی جیل میں گذار دی۔

قربانیوں کا یہ لامتناہی سلسلہ صرف ایک بات کی نشاندہی کرتا ہے کہ ظلم و جبر کے خلاف جنگ کو ہمارے اسلاف نے زندگی کا سب سے بڑا مقصد سمجھا ہے اسی لیے سب سے زیادہ قربانیاں اسی مقصد کے لیے پیش کیں۔ ظلم و جبر کا کوئی دور ہو، مسلمان حکمران ظلم کی لاٹھی لہرا رہے ہوں یا کافروں کی حکومت ہو ہمارے بزرگوں نے ظلم کو قبول نہیں کیا برداشت نہیں کیا اور ہر ممکن طریقہ سے ظلم و جبر کے خلاف جنگ کے شعلے بھڑکائے ہیں۔

آج بھی ہمارے اکابر نے جہاں ہمیں تحریری جدوجہد مدارس، تبلیغ اور خانقاہ کے نظام وراثت میں دیئے ہیں، وہاں ظلم کے خلاف جنگ بھی انہی کا ورثہ ہے اور ہم اکابر و اسلاف کے نقوش قدم کو پوری طرح اپنائے بغیر ان کے عظیم مشن کے ساتھ اپنی وابستگی کے دعوے میں سچے نہیں ہو سکتے۔ جمعیۃ علماء اسلام کا بنیادی موقف یہی ہے کہ جب تک ظلم کے نظام کا مکمل طور پر خاتمہ نہیں ہوتا، ہم مسلم معاشرہ میں قرآن و سنت کی عملداری کو پوری طرح قائم نہیں کر سکتے قرآن و سنت کا نظام سیاسی قوت کا مطالبہ کرتا ہے، وہ سیاسی قوت جو دراصل قرآن و سنت کے وارثوں کا ورثہ تھی اور ان کی سستی، کوتاہی اور غفلت نے یہ قوت غیروں کے ہاتھ میں دے دی، آج ہماری جدوجہد کا مرکزی نقطہ یہ ہے کہ سیاسی قوت نااہلوں کے ہاتھوں سے نکل کر اہل لوگوں کے ہاتھ میں آجاتے کیونکہ وہی لوگ ظلم و جبر کو موت کے گھاٹ اتار سکتے ہیں اور جب تک ظلم و جبر کے نظام کو بیخ و بن سے اکھاڑ پھینکا نہیں جاتا مسلم معاشرہ میں شریعت اسلامیہ کا نفاذ ایک خواب رہے گا، وہ خواب جس کی کوئی تعبیر نہیں ہوتی۔

بشکریہ مجلة الشهريه
الاسلاميه مكه مكرمه

مولانا محمد یوسف صاحب
نواں جنڈانوالہ

امام اعظمؒ کی ذہانت !!

چند جھلکیاں

اللہ رب العزت نے امام اعظم ابو حنیفہؒ کو جہاں دوسرے کسبی و وہبی کمالات سے نوازا تھا، ایسے ہی حیران کن اور بے نظیر ذہانت سے بھی وافر حصہ عطا فرمایا تھا۔ ایسے پیچیدہ مسائل اور لاینحل عقدے جن کو حل کرنے سے اس وقت کے تمام علماء اور دانشمند عاجز ہو جاتے تھے۔ امام اعظمؒ اپنی قوت ذہانت اور خداداد فراست سے فوراً حل فرمادیا کرتے تھے۔ آپ کی ذہانت کے چند واقعات ذیل میں درج کیے جاتے ہیں۔

۱۔ ایک مرد نے اپنی بیوی سے کہا کہ اگر تو مجھ سے صبح تک نہ بولی تو تجھ پر طلاق ہے۔ عورت مرد سے الگ ہونا چاہتی تھی۔ دل میں بہت خوش ہوئی اس شخص کو بھی فکر ہوا، امام صاحب کے پاس جا کر واقعہ عرض کیا۔ آپ نے فرمایا گھبراؤ مت ہم کوئی صورت نکال دیں گے یہ شخص بہت ہی پریشان تھا کہ امام صاحب نے نہ کوئی مسئلہ بتایا اور نہ کوئی تدبیر، صبح ہونے پر معاملہ ہی ختم ہو جائے گا۔ ادھر امام صاحب نے آخر شب میں اسی کے محلہ میں آکر تہجد کے وقت اذان دے دی۔ یہ عورت سمجھی کہ اذان ہو گئی۔ خوش ہو کر مرد سے بول پڑی کہ لیجیے صبح ہو گئی خدا تعالیٰ نے مجھ کو نجات دی۔ مرد بیچارے کی بری حالت ہو گئی، صبح کو امام صاحب کے پاس آیا اور واقعہ بیان کیا۔ آپ نے فرمایا یہ تہجد کی اذان تھی، صبح نہیں ہوئی تھی چنانچہ اس میں الصلوٰۃ خیر من النوم نہیں کہا گیا۔ تب مرد کی جان میں جان آئی عورت اپنا مُنہ لے کے رہ گئی۔

(اضافات یومیہ حصہ چہارم ص۲۱۰

۲۔ عبد اللہ ابن مبارکؒ فرماتے ہیں کہ مکہ مکرمہ کے راستہ میں مَیں نے ابو حنیفہ کو دیکھا۔ جب کہ لوگوں نے ایک جوان تیار اونٹ کا گوشت بھون لیا تھا اور چاہتے تھے کہ سرکہ کے ساتھ کھائیں، مگر ایسا کوئی برتن موجود نہ تھا جس میں سرکہ ڈال کر دستر خوان پر رکھ لیا جاوے۔ اس کی کوئی صورت سمجھ میں نہ آتی تھی تو انہوں نے (یعنی امام ابو حنیفہؒ) نے ریت کو کھود کر ایک گڑھا بنا دیا اور اس پر چمڑے کا دستر خوان بچھا دیا اور گھڑھے پر دستر خوان کو دبا کر پیالہ نما جگہ بنالی۔ اس موقع پر سرکہ الٹ دیا۔ سب نے اطمینان کے ساتھ اپنی خواہش پوری کر لی۔ لوگوں نے ان سے کہا کہ آپ ہر ایک کام میں ایک حسن پیدا کرتے ہیں۔ تو فرمانے لگے کہ تمہیں اللہ تعالیٰ کا شکر کرنا چاہیے، اس نے تو تم پر یہ فضل کیا ہے کہ میرے دل میں اس تدبیر کا القاء کر دیا۔

لطائف علمیہ ص۱۰۶

۳۔ ایک مرد نے اپنی بیوی سے قسم کھائی کہ اگر میں تجھ سے پہلے بولوں تو تجھ پر طلاق، عورت نے قسم کھائی کہ اگر مَیں پہلے بولوں تو میرا فلاں غلام آزاد۔ اس پر تمام علماء سے رجوع کیا گیا تو بالاتفاق سَب نے یہی کہا کہ دو صورتوں میں سے ایک صورت ضرور ہوگی، یا طلاق یا غلام آزاد۔ امام صاحب سے رجوع کیا گیا تو آپ نے فرمایا جاؤ بولو۔ کچھ نہیں ہوگا۔ اس کو سُن کر تمام علماء چڑھ آئے اور سب کو بڑا تعجب ہوا کہ امام صاحب نے یہ فتویٰ کیسے دیا اور آ کر پوچھا۔ امام صاحبؒ نے فرمایا کہ مرد کے حلف کے بعد تو عورۃ نے کلام میں تقدیم کی ہے۔ اب اگر مرد بولے گا تو تقدیم نہ ہوگی۔ سب کو حیرت ہوئی۔ !!

(اضافات یومیہ حصہ چہارم ص۲۱۰

۴ یحییٰ بن جعفرؒ کہتے ہیں کہ ابو حنیفہ سے مَیں نے ان کا ایک واقعہ سنا ہے فرماتے تھے کہ ایک مرتبہ بیابان میں

مجھے پانی کی بڑی ضرورت لاحق ہوئی میرے پاس ایک اعرابی آیا۔ اس کے پاس پانی کا ایک مشکیزہ تھا۔ مَیں نے اس سے پانی مانگا اس نے انکار کیا اور کہا کہ پانچ درہم میں دے دُوں گا۔ مَیں نے پانچ درہم دے کر مشکیزہ لے لیا۔ پھر مَیں نے کہا اے اعرابی ستّو کی طرف کچھ رغبت ہے ؟ اس نے کہا لاؤ۔ مَیں نے اس کو ستّو دے دیا جو روغن زیتون سے چرب کیا گیا تھا۔ وہ خوب پیٹ بھر کر کھا گیا۔ اب اس کو پیاس لگی تو اس نے کہا ایک پیالہ پانی دے دیجیے۔ مَیں نے کہا پانچ درہم میں ملے گا اس سے کم نہیں کیا جائے گا۔ اب ایسا ہی وہ حاجت مند تھا اس حیلہ سے مَیں نے اس سے اپنے پانچ درہم واپس لے لیے اور میرے پاس پانی بھی رہ گیا۔

(لطائف علمیہ ص۱۰۹)

۵۔ محمد بن حسنؒ سے مروی ہے کہ ایک شخص کے گھر میں چوروں نے داخل اس کو تین طلاق کا حلف لینے پر مجبور (یعنی یہ کہلوایا کہ اگر مَیں نے شور مچایا یا کسی کو بتایا کہ مال لینے والے کون لوگ ہیں تو میری بیوی پر تین طلاق) کہ کسی کو نہیں بتائے گا اور اس کا سب مال و اسباب لے گئے۔ صبح کو وہ شخص چوروں کو دیکھتا رہا کہ وہ اس کا سامان فروخت کر رہے ہیں، مگر اس حلف کی وجہ سے بولنے کی قدرت نہیں رکھتا تھا اُس نے آکر امام ابو حنیفہؒ سے مشورہ آپ نے فرمایا کہ میرے پاس اپنے محلّے کے امام اور مؤذن کو لاؤ اور اہلِ محلّہ میں سے جو صاحب جاہ اشخاص ہوں ان کو بھی۔ یہ شخص ان سب کو لے گیا۔ ان سے ابو حنیفہؒ نے فرمایا کہ کیا آپ لوگ چاہتے ہیں کہ اس کا مال و اسباب اللہ اس کو واپس کر دے ؟ سب نے اثبات میں جواب دیا تو آپ نے فرمایا تم اپنے پاس تمام بدچلن اور تمام متہم لوگوں کو جمع کر لو اور ان کو کسی گھر میں ایک ایک شخص کو باہر کرتے جاؤ اور اس سے پوچھتے رہو کہ کیا یہ ہے تمہارا چور ؟ اگر وہ چور نہ ہو تو یہ "نہیں" کہتا رہے اور اگر چور ہو تو چپ ہو جائے۔ جب یہ چُپ کر جائے تو تم اس پر قبضہ کر لو۔ امام ابو حنیفہؒ کی اس تدبیر پر لوگوں نے عمل کیا تو اللہ تعالیٰ نے اس کا تمام مسروقہ مال واپس دلوا دیا۔

(لطائف علمیہ ص۱۰۷)

۶ امام ابو یوسفؒ سے مروی ہے کہ خلیفہ منصور نے ایک مرتبہ امام ابو حنیفہؒ کو بلایا تو آپ تشریف لے گئے۔ ربیع نے جو منصور کا حاجب تھا اور امام ابو حنیفہؒ کا دشمن تھا کہا اے امیر ! یہ ابو حنیفہؒ آپ کے دادا حضرت عبداللہ بن عباسؓ کی مخالفت کرتے ہیں۔ حضرت ابن عباسؓ کا قول یہ تھا کہ کسی معاملہ پر حلف کرنے والا اگر اس سے ایک یا دو دن کے بعد استثناء کر دے، یعنی ان شاء اللہ کہ دے تو یہ اس کے لیے جائز ہے۔ اور امام ابو حنیفہؒ کا قول یہ ہے کہ حلف کے ساتھ متصلاً ہی جائز ہے، بعد میں معتبر نہ ہو گا۔ ابو حنیفہؒ نے کہا : اے امیر المومنین ! ربیع چاہتا ہے کہ آپ کے لشکر کی گردن کو آپ کی بیعت سے آزادی دلا دے۔ منصور نے پوچھا یہ کیسے؟ آپ نے فرمایا کہ لوگ آپ کے سامنے تو حلف کر جائیں گے۔ پھر اپنے گھروں میں واپس جا کر استثناء کر دیا کریں گے تو جو خلیفہ سے عہد اطاعت لیا جاتا رہے گا وہ باطل بھی ہوتا رہے گا۔

منصور ہنسنے لگا اور اس نے کہا اے ربیع ! ابو حنیفہؒ کو کبھی نہ چھیڑنا، ورنہ اسی طرح منہ کی کھایا کرو گے۔ جب ابو حنیفہؒ باہر آ گئے تو ربیع نے ان سے کہا کہ آج تو آپ نے مروانے ہی کا کام کر دیا تھا۔ (لطائف علمیہ ص۱۰۸)

ضروری گذارش !

جماعتی احباب سے گذارش ہے کہ مقامی رہنماؤں کے بیانات اور تقاریر ترجمان اسلام میں ارسال کرنے کی بجائے اخبارات میں دیں۔ اخبارات سے براہِ راست رابطہ پیدا کریں۔

جماعتی اجلاس کی کارروائی، رہنماؤں کے دوروں کی رپورٹ، جماعتی کارکردگی، اور قراردادیں وغیرہ ترجمان اسلام میں بھیجیں۔ ترجمان اسلام کے صفحات میں عدم گنجائش کی وجہ سے پورے ملک سے آئے ہوئے بیانات اور تقریریں نہیں چھپ سکتیں۔

آیندہ ترجمان اسلام کا چندہ ختم ہونے پر کارڈز کے ذریعہ اطلاع کی بجائے خریداری نمبر کی چٹ پر سُرخ نشان چندہ ختم ہونے کی علامت ہو گا۔ احباب سے التماس ہے کہ چٹ پر سرخ نشان آنے کے فوراً بعد نیا چندہ جمع کرانا نہ بھولیں۔

شہر شہر سے

ترتیب : قمر ہاشمی

جمعیۃ عُلمأ اسلام اپنی جدوجُہد جاری رکھے گی

مولانا غلام ربانی

اسلامی نظام کے نفاذ سے ہی اس ملک میں امن قائم ہوگا

مولانا عبدالشکور دین پوری

رحیم یار خان

گذشتہ روز مدرسہ رحیمیہ ترتیل القرآن کا جلسہ سیرت النبی صلی اللہ علیہ وسلم چوہدری محمد شفیع زمیندار چک نمبر ۷۸/F کی صدارت میں منعقد ہوا

جمعیۃ علمار اسلام صوبہ پنجاب کے سینئر نائب امیر مولانا غلام ربانی نے جلسۂ عام سے خطاب کرتے ہوئے کہا کہ حکمران ٹولہ کی یہ کوشش بھی ہے کہ مدارس عربیہ کو قومی تحویل میں لیا جائے مگر قائد جمعیۃ مولانا مفتی محمود ایم۔ این اے نے مدبّرانہ انداز میں اس مسئلہ کو ایسا حل کر دیا ہے کہ حکومت کو اپنے منصوبے کی تردید کرنا پڑی۔ا

انہوں نے کہا جمعیۃ علمار اسلام ملک میں کتاب وسنت کے قوانین کے نفاذ کے لیے آخری دم تک جدوجہد جاری رکھے گی۔ ان کے بعد حضرت مولانا عبدالشکور دین پوری نے فرمایا کہ آج ملک میں بے حیائی، عیاشی، فحاشی، شراب نوشی کو عروج ہے۔ اس کی وجہ صرف یہ ہے کہ آج لوگ دینی تعلیم سے برگشتہ ہوگئے ہیں۔

مولانا قاری محمد حنیف صاحب ملتانی نے خطاب کرتے ہوئے فرمایا کہ آج لوگ علمار کرام اور مشائخ عظام پر طعنہ زنی کرتے ہیں۔ میں واضح طور پر بتا دینا چاہتا ہوں کہ اگر علمار حق اسلام کے لیے اپنی جانیں قربان نہ کرتے تو آج مسلمانوں کو کلمہ بھی نصیب نہ ہوتا۔

جلسہ عام سے مولانا قاری حماد اللہ شفیق نے بھی خطاب کیا۔ ایک قرارداد کے ذریعہ حکومت سے مطالبہ کیا گیا کہ لیبیا میں فلم "محمد رسول اللہ" بننے والی کو اپنے اثر و رسوخ سے بند کرائے۔

سرگودھا

١٧ مئی۔ جمعیۃ علمار اسلام سرگودھا کی رابطۂ عوام مہم کے سلسلہ میں جمعہ کے موقع پر استقلال آباد کالونی کی جامع مسجد میں حافظ عبدالخالق رکن مجلس شوریٰ جمعیۃ علمار اسلام سرگودھا نے تقریر کرتے ہوئے کہا کہ جب تک پاکستان میں نظام مصطفےٰ نافذ نہیں ہوتا، اس وقت تک ہم مصائب و مشکلات کے دور سے نہیں نکل سکتے۔ اس لیے ہماری جدوجہد جاری رہے گی اور دنیا کی کوئی طاقت ہمارا راستہ نہیں روک سکتی۔

نماز جمعہ کے بعد شیخ جہانگیر سرور ایڈووکیٹ کی صدارت میں ایک اجلاس ہوا جس میں محمد صادق ناظمِ ضلع نے خطاب کیا اور جمعیۃ کی موجودہ دور میں اہمیت پر زور دیا۔ بعد ازاں مندرجہ ذیل عہدیداران منتخب ہوئے

امیر : حاجی قمرالدین صاحب
نائب امیر: قاری فیض الحسن صاحب
جنرل سیکرٹری: حکیم عبدالغفور صاحب
سیکرٹری : میاں منظور الٰہی صاحب
خازن : منظور احمد صاحب
ناظم نشریات: نوروز خان صاحب

اجلاس میں ملک میں بڑھتی ہوئی گرانی پر تشویش کا اظہار کیا گیا۔ اس کے علاوہ ملک میں دفعہ ١٤٤ کی شدید مذمت کی گئی۔

قائدِ جمعیۃ کا وُرودِ مسعود

کیمبلپور ١٥ مئی کو قائد جمعیۃ مفتیٔ اعظم مولانا مفتی محمود مدظلہ، نے بار روم کیمبل پور میں وکلاء اور دوسرے حاضرین کو خطاب فرمایا جس میں حالاتِ حاضرہ پر سیر حاصل تبصرہ فرمایا۔ خطاب کے بعد آپ معزز عہدہ دارانِ جمعیۃ علماء اسلام قاری محمد امین صاحب راولپنڈی، قاری سعید الرحمٰن صاحب، مولانا سنکدر خان صاحب و دیگر رضا کاران اور خدام کے ہمراہ جامعہ مدنیہ کیمبل پور میں تشریف لائے جہاں مدرسینِ جامعہ اور طلباءٔ نے آپ کا والہانہ استقبال کیا۔ حضرت قاضی محمد زاہد الحسینی صاحب خلیفۂ مجاز حضرت لاہوریؒ و مہتمم جامعہ مدنیہ نے آپ کے اور دیگر علمار کرام و رضا کاران کے اعزاز میں ایک دعوتِ طعام دی۔ ماحضر تناول فرمانے کے

بعد جناب مفتیٔ اعظم بہبودی تشریف لے گئے۔

جھنگ صدر

گذشتہ روز جمعیۃ علماء اسلام جھنگ صدر کا اجلاس جامع مسجد شیخ لاہوری میں منعقد ہوا۔ جس میں قاری غلام محمد نے نظام شریعۃ کی اہمیت کے عنوان پر خطاب کیا اور مرکزی مجلس شوریٰ کے اہم فیصلوں سے آگاہ کیا۔ بعد ازاں مندرجہ ذیل قراردادیں پاس کی گئیں۔

۱۔ جمعیۃ علماء اسلام جھنگ صدر کا یہ اجلاس مولانا منظور احمد صاحب چنیوٹی سید امین گیلانی اور ساتھیوں کو حراست میں لینے کو بنیادی حقوق کی خلاف ورزی تصور کرتے ہوئے اس کی پرزور مذمت کرتا ہے۔

۲۔ یہ اجلاس جھنگ صدر کے سینما گھروں میں فحش اور عریاں فلموں کی نمائش پر انتہائی نفرت کا اظہار کرتا ہے اور اس کی شدید مذمت کرتے ہوئے حکومت سے مطالبہ کرتا ہے کہ ان مخرب اخلاق اور حیا سوز فلموں کو فوراً بند کرے۔

خانپور

۲۳ رمئی آج یہاں جمعیۃ علماء اسلام خانپور کی مجلس عمومی کا اہم اجلاس زیر صدارت حاجی مطیع الرحمٰن صاحب منعقد ہوا۔ اجلاس سے محمد عبدالماجد آزاد نے خطاب کرتے ہوئے کہا کہ آج پاکستان جس نازک دور سے گذر رہا ہے، آپ کی جماعت پر ذمہ داری عاید ہوتی ہے کہ ملکی سالمیت اور اسلام کی سربلندی کے لیے سربکفن ہو کر میدان میں اتریں۔ (قراردادیں)

خان پور میں ڈگری کالج کی منظوری دے کر غریب لوگوں پر رحم کیا جائے۔ جو بوجہ غربت کے باہر بچوں کو تعلیم دینے سے قاصر ہیں۔

یہ اجلاس بلدیہ سے مطالبہ کرتا ہے کہ جہاں کہیں بجلی کا ناقص انتظام ہے، اسے دور کر کے بجلی فراہم کی جائے۔

یہ اجلاس مطالبہ کرتا ہے کہ مجسٹریٹ خان پور مسٹر شاہد جمیل جو ناجائز طور پر لوگوں کو بلیک میل کرتا ہے، اس کو یہاں سے فوراً تبدیل کر کے لوگوں کو مطمئن کیا جائے۔ ورنہ حالات کی ذمہ داری حکومت پر ہوگی۔

یہاں خانپور میں سیٹلائٹ ٹاؤن سکیم کے تحت غریب لوگوں کو اولیت دی جائے۔

تھانہ چوکی اسلام گڑھ کے تھانیدار مسٹر سعید احمد خان جو وہاں کے لوگوں کو خواہ مخواہ تنگ کرتا ہے۔ ان کو فوراً وہاں سے تبدیل کیا جائے۔

جلال پور پیروالہ میں قتل کا جو ڈرامہ کھیلا گیا ہے، یہ حکمران طبقہ کے منہ پر ایک سیاہ داغ ہے۔ یہ اجلاس اس کی مذمت کرتا ہے۔

تحریک ختم نبوت کے دوران درج شدہ مقدمات کو واپس لیا جائے۔

قلعہ دیدار سنگھ

۱۶ رمئی۔ بروز جمعۃ المبارک مدینہ مسجد قلعہ دیدار سنگھ میں کی طرف سے رابطہ عوامی مہم کے سلسلے میں ایک تبلیغی اجتماع کا اہتمام کیا گیا جس سے مرکزی ناظم اطلاعات ونشریات جناب الحافظ مولانا زاہد الراشدی صاحب نے خطاب فرمایا کہ ہمارے اسلاف اور اکابر نے ہمیشہ ظلم اور بے انصافی کے خلاف جنگ لڑی ہے۔

آخر میں امیر جمعیۃ قلعہ دیدار سنگھ مولانا عبدالحکیم صاحب نے چند قراردادیں پیش کیں جو بالاتفاق منظور کر لی گئیں۔

۱۔ جمعیۃ علماء اسلام کا یہ اجلاس مولانا مفتی محمود پر قاتلانہ حملہ کی شدید مذمت کرتا ہے

۲۔ یہ اجتماع حکومت سے مطالبہ کرتا ہے کہ لیبیا جیسے ملک میں نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم پر بننے والی فلم کو اپنے اثر و رسوخ سے اور رابطہ عالم اسلامی کے ذریعہ سے بند کرانے کی کوشش کرے

۳۔ جمعیۃ کا یہ اجتماع حکومت کو ۷ ستمبر کے آئینی فیصلوں کی عملداری کی یاد دہانی کراتا ہے کہ ربوہ شہر کو کھلا قرار دو، مرزائیوں کو کلیدی آسامیوں سے برطرف کرو۔

جمعیۃ علماء اسلام پریالو

کی تنظیم نو گذشتہ روز جمعیۃ علماء اسلام سندھ کے سرپرست حضرت مولانا حافظ محمود اسعد سجادہ نشین درگاہ ہالیجی شریف تشریف فرما ہوئے۔ آپ نے نماز عصر کے بعد سید دین محمد شاہ والی مسجد میں جمعیۃ کے کارکنوں کو مختصر خطاب فرمایا۔

بعد ازاں آپ کی نگرانی میں درج ذیل انتخاب عمل میں آیا۔

صدر : جناب حافظ غلام حسین ڈھالیٹ

نائب صدر : جناب حاجی عبدالمجید میمن۔

جنرل سیکرٹری : جناب حاجی عبدالعزیز "

جوائنٹ سیکرٹری : جناب نیک محمد سومرو

خزانچی : جناب حافظ گل شیر لاکھو۔

ناظم اشاعت : جناب حافظ عبدالرحیم بھٹو۔

ساہی وال

مکی مسجد میں شہری جمعیۃ کا اجلاس ہوا جس میں صوبہ پنجاب کے ناظم اعلیٰ مولانا سید نیاز احمد شاہ صاحب اور ضلعی امیر مولانا حبیب اللہ صاحب نے شرکت کی۔ درج ذیل انتخاب کیا گیا۔

امیر جمعیۃ ساہی وال شہر : مولانا منظور احمد صاحب محمودی

نائب امیر : حکیم غلام محمد صاحب

نائب امیر : حکیم مولانا مولوی محمد زکریا شاہ صاحب

ناظم اعلیٰ : حکیم غازی عبدالرشید صاحب

ناظم : قاری محمد اقبال مکی مسجد

مولانا مقبول احمد صاحب

خازن : چوہدری محمد سرور صاحب
سالار: رانا غلام محمد صاحب ۔

مبلغ کا قیام اور انتخابات

مولانا عبدالکریم صاحب سابق مہتمم مدرسہ دارالعلوم مدنیہ صادق آباد کو تحصیل اباڑو، تحصیل میرپور ماتھیلو ضلع سکھر کے لیے مبلغ مقرر کیا گیا ہے ۔ جماعتی احباب سے درخواست ہے کہ وہ مولانا سے ہر قسم کا تعاون کریں

(۱) تحصیل اباڑو میں مندرجہ ذیل تشکیلات عمل میں آئیں ۔

گوٹھ شیخاں

امیر : مولانا غلام مصطفٰے صاحب
ناظم اعلیٰ: شیخ غلام محمد صاحب
خزانچی: شیخ غلام رسول صاحب
سالار: شیخ پہلوان صاحب

(بستی دیڑاں میں شاخ)

امیر: مولانا عبدالواحد صاحب مہتمم مدرسہ احسن المدارس ۔
ناظم عمومی: رئیس خداداد صاحب ۔
خزانچی: حاجی شاہنواز صاحب ۔
سالار: مولوی علی حسین صاحب

(مزید شاخ) مدرسہ عربیہ ضیاء القرآن۔

امیر: مولانا عبدالمجید صاحب ۔ مہتمم مدرسۂ ہٰذا ۔
ناظم اعلیٰ: مولانا امام الدین صاحب ۔
خزانچی: مولوی جان محمد صاحب
سالار: مولوی جمیل احمد صاحب

(ڈیتھا بھیا ڈاک خانہ شہباز پور)

مدرسہ عربیہ نظام العلوم

امیر مولانا حامد الدین صاحب ۔
نائب امیر: مولانا عبدالرحمٰن صاحب کورائی
ناظم اعلیٰ: حاجی الڈنہ صاحب مہتمم مدرسۃ ھذا ۔
ناظم: حاجی صدورو صاحب ۔
خزانچی: حافظ محمد صاحب

سالار: مولوی خیر محمد صاحب

گھوٹھ جمعہ مان کھوسہ ڈاک خانہ شہباز پور

امیر: مولانا نثار احمد صاحب۔
ناظم اعلیٰ: حاجی اللہ بخش صاحب ۔
خزانچی: محمد نواز صاحب ۔
سالار: مولوی تاج محمد صاحب ۔

تشکیلات میرپور ماتھیلو

(گوٹھ کوڑا خان لغاری)

امیر : حاجی محمد حسن خان صاحب
ناظم اعلیٰ: حاجی رسول بخش خان صاحب
خزانچی: غلام اکبر صاحب ۔
سالار: مولوی فیض محمد صاحب

(گوٹھ جس والہ)

مدرسہ دارالعلوم محمدیہ فون ۳۶

امیر: مولانا عبدالغفور صاحب صدر مدرس
نائب امیر: مولوی محمد حسن صاحب ۔ مہتمم مدرسۃ ھذ
ناظم اعلیٰ: مولوی عبدالمجید صاحب ۔
خزانچی: مولوی گل حسین صاحب
سالار: مولوی علی حامد صاحب ۔

قریہ یارو لنڈ

ڈاک خانہ خاص مدرسہ عربیہ مصطفائی

امیر: میاں الٰہی بخش صاحب مہتمم مدرسہ
ناظم اعلیٰ: مولوی عبدالغفور صاحب
خزانچی: میاں نور محمد صاحب ۔
سالار: محمد رمضان صاحب ۔

گوٹھ امام بخش

خان لنڈ ڈاک خانہ یارو لنڈ

امیر: حاجی فتح علی خان صاحب
ناظم اعلیٰ: حبیب اللہ خان صاحب
خزانچی: عبدالمجید صاحب ۔
سالار: غلام نبی خان صاحب۔

گوٹھ پیر بخش خان گیول

امیر: مولانا محمود صاحب
ناظم اعلیٰ: حاجی اللہ بخش خان صاحب
خزانچی: مولوی عبدالفتاح صاحب
سالار: مولوی بشیر احمد صاحب ۔

رحیم یار خان

گذشتہ روز مولانا قاری حماد اللہ کی صدارت میں شہر رحیم یار خان کا اجلاس منعقد ہوا ۔ جس میں متفقہ طور پر مندرجہ ذیل عہدیداران کا انتخاب عمل میں لایا گیا ۔

امیر : حاجی عبدالرحمٰن صاحب طارق
نائب امیر: مولانا محمد اسماعیل صاحب و
" " چوہدری محمد شریف صاحب
ناظم عمومی: محمد اقبال صاحب
نائب ناظم: عبداللطیف صاحب بھٹی ۔ و
" " ملک رسول بخش صاحب ۔
خازن : حافظ غلام محمد صاحب
سالار شہر: چوہدری نثار احمد کو منتخب کیا گیا۔

بقیہ: اداریہ

یہ کہنے میں کوئی باک نہیں کہ عرب اب اس مقام پر ہیں کہ وہ اپنی متحدہ قوتوں سے مشترکہ دشمن کے دانت کھٹے کر سکیں ۔

عربوں کا افتراق و انتشار اب افسانہ، ماضی اور قصۂ پارینہ بن چکا ہے

ہم بلا خوف تردید کہتے ہیں کہ اگر ناصر مرحوم کی زندگی میں عرب مکمل طور پر اتحاد و یگانگت کی راہ پر چل پڑتے تو انہیں عارضی شکست کا منہ بھی دیکھنا نہ پڑتا

یہ کون نہیں جانتا کہ عرب اتحاد عالم اسلام کے اتحاد کی خشتِ اوّل ہے ۔ محسوس ایسا ہوتا ہے کہ عرب اتحاد اور عالم اسلام کے اتحاد کے قصر رفیع الشان کی جو بنیادی اینٹ عالم اسلام کے دو عظیم رہنماؤں جمال عبدالناصرؒ اور شاہ فیصلؒ نے رکھی تھی اس کی تکمیل و تزئین ان عظیم رہنماؤں کے عظیم جانشینوں شاہ خالد اور انور السادات کے ہاتھوں ہوگی

صوبہ سندھ کے کنونشن کو زیادہ سے زیادہ کامیاب بنائیں

محمد اسلوب قریشی

جناب محمد اشرف عاطف کو صوبہ پنجاب کا نائب صدر نامزد کر دیا گیا۔

جناب محمد اشرف صاحب عاطف مدرسہ خیر المدارس ملتان کو جمعیۃ طلباء اسلام صوبہ پنجاب کا نائب صدر نامزد کر دیا گیا ہے۔

مدارس عربیہ کا دورہ

مرکزی مجلس شوریٰ کی عربی مدارس کے لیے نامزد کردہ کمیٹی نے پنجاب کے متعدد دینی مدارس کا دورہ مکمل کر لیا۔ اس کمیٹی نے جس میں جناب رانا شمشاد علی خان، جناب عبد الرؤف ربانی، جناب محمد اشرف عاطف اور جناب عبد اللطیف فاروقی شامل تھے۔ درج ذیل مدارس عربیہ کا دورہ کیا مدرسہ قاسم العلوم ملتان، خیر المدارس ملتان، باب العلوم کہروڑ پکا۔ دار العلوم مدنیہ بہاول پور قاسم العلوم ڈیرہ غازی خان، خیر العلوم خیر پور ٹامیوالی، قاسم العلوم فقیر والی، مدرسہ عربیہ اسلامیہ ہارون آباد، مدرسہ رحیمیہ ڈونگہ بونگہ، جامع العلوم عید گاہ بہاول نگر، عربیہ اسلامیہ صادقیہ منچن آباد، جامعہ رشیدیہ ساہیوال، مدرسہ نعمانیہ کمالیہ عربیہ اسلامیہ بورے والا، اشرف المدارس لائلپور۔

ان تمام مدارس کے طلباء نے کمیٹی کو یقین دلاتے ہوئے کہا کہ ہمیں قائدِ طلبا محمد اسلوب صاحب قریشی مرکزی ناظمِ عمومی سید مطلوب علی زیدی، صوبائی صدر رانا شمشاد علی خان کی بے لوث قیادت پر مکمل اعتماد ہے، اور جمعیۃ کے پروگرام کی تکمیل کے لیے ان کے ہر حکم کی تعمیل کریں گے۔

رانا شمشاد علی خان نے ان مدارس کے طلباء سے خطاب کرتے ہوئے کہا کہ جمعیۃ طلباء اسلام آپ کے تمام پیش آمدہ مسائل کو حل کروانے کے لیے ہر ممکن کوشش کرے گی۔ انھوں نے حکومت سے مطالبہ کیا کہ تمام مدارس عربیہ (رجسٹرڈ و غیر رجسٹرڈ) کے طلباء کو سفری سہولتیں مہیا کی جائیں۔

صوبائی کنونشن (سندھ)

جمعیۃ طلباء اسلام صوبہ سندھ کا کنونشن ۱۴-۱۵؍جون ۷۵ء کو خالق دینا ہال کراچی میں ہو رہا ہے۔ جس میں قائد اسلامی انقلاب حضرت مولانا مفتی محمود مدظلہ، مولانا سعید احمد صاحب رائے پوری، سرپرست اعلیٰ جمعیۃ طلباء اسلام، قائد طلباء جناب محمد اسلوب قریشی، جناب سید مطلوب علی زیدی، حضرت مولانا عبد الکریم صاحب قریشی مدظلہ، مولانا غلام قادر صاحب اور جناب ڈاکٹر احمد حسین صاحب کمال شرکت فرمائیں گے

کنونشن ضلع سکھر

جمعیۃ طلباء اسلام ضلع سکھر کا تربیتی کنونشن مدرسہ احیاء العلوم شکارپور میں زیر صدارت جناب عبد السمیع صاحب نائب صدر صوبہ سندھ ہوا۔ تعارفی اجلاس کے بعد جناب محمد اسلم صاحب اور منظور احمد صاحب نے طلباء سے خطاب کیا۔ ازیں بعد تمام شاخوں سے آئے ہوئے نمائندوں نے اپنی اپنی شاخ کی کارکردگی پیش کی۔ کنونشن میں مندرجہ ذیل شاخوں نے نمائندگی کی۔ گورنمنٹ ڈگری کالج شکارپور، سکھر، پنوں عاقل، گھوٹکی، خان پور، میرپور ماتھیلو، چک، محمد ابا غ، رستم،

اجلاس سے حضرت مولانا غلام قادر صاحب، مولانا گل محمد صاحب اور ضلعی ناظمِ عمومی جناب نذیر احمد صاحب پنھوار نے بھی خطاب کیا۔

اجلاس میں جمعیۃ طلباء اسلام کے کام کو تیز کرنے کا زبردست عزم کیا گیا۔

پشاور یونیورسٹی

پشاور یونیورسٹی میں جمعیۃ طلباء اسلام کا کام بڑی تیزی سے جناب حافظ محمد یسین صاحب کی نگرانی میں شروع ہو چکا ہے خیبر میڈیکل کالج کی ایک میٹنگ میں قبلہ ایاز بلوچ نے طلباء کو جمعیۃ کے پروگرام سے آگاہ کیا اور ڈاکٹر سلطان احمد صاحب نے جمعیۃ کی ضرورت و اہمیت پر روشنی ڈالی۔

افتتاح

سیّد مطلوب علی زیدی مرکزی ناظم عمومی نے جمعیۃ طلباء اسلام شاہکوٹ (ضلع شیخوپورہ) کی شاخ کے دفتر کا افتتاح کیا۔ جناب حافظ محمد طاہر اور جناب محمد یوسف ولی اللّٰہی بھی ان کے ہمراہ تھے۔

جناب رانا شمشاد علی خان صدر پنجاب نے جمعیۃ طلباء اسلام جہانیاں (ضلع ملتان) کی شاخ کے دفتر کا افتتاح کیا۔

تحصیل میلسی

صدر جمیعۃ طلباء اسلام صوبہ پنجاب جناب رانا شمشاد علی خاں نے تحصیل میلسی کا تفصیلی دورہ کیا۔ محبت پور میں طلباء سے خطاب کرتے ہوئے انہوں نے تنظیم کو مضبوط بنانے پر زور دیا۔

شمولیت

پیر جو گوٹھ (سندھ) کے جناب عبد الغفور صاحب (جنرل سیکرٹری گورنمنٹ ہائی سکول) جناب نور احمد، جناب محمد اختر، جناب عبد الصمد، جناب گلاب خاں، جناب علی حسن نے جمیعۃ طلباء اسلام میں شمولیت کا اعلان کیا ہے انہوں نے اپنے بیان میں کہا ہے کہ وہ جمیعۃ طلباء اسلام کے لیے ہر قسم کی قربانی دیں گے۔

کراچی شہر

کراچی میں بھی تنظیمی کام بڑے زور شور سے شروع ہو چکا ہے۔ ہفتہ وار اجلاس کے علاوہ تنظیمی صورتِ حال کو بہتر بنانے کے لیے کراچی میں علاقائی اجتماعات شروع ہو چکے ہیں ۱۸ مئی کو بلدیہ ٹاؤن میں جمیعۃ طلباء اسلام کا ایک تنظیمی اجتماع ہوا تھا جس میں جناب محمد فاروق صاحب قریشی، جناب محمد جمیل صاحب، جناب محمد رفیق اور جناب حمید الحسن صاحب نے شرکت کی۔

انتخابات

وزیر آباد ——— ضلع گوجرانوالہ

حافظ عبد القدوس قارن اور جناب محمد فاروق صاحب نے وزیر آباد کا دورہ کیا وہاں درج ذیل انتخاب عمل میں آیا

صدر جناب طارق مسعود صاحب گورنمنٹ کالج وزیر آباد

نائب صدر 〃 انوار الہٰی 〃 〃 〃 〃

ناظمِ عمومی 〃 عبد الرشید 〃 〃 〃 〃

ناظم 〃 امجد علی 〃 〃 〃 〃

ناظم نشرواشاعت 〃 حافظ ظفر اقبال 〃 〃 〃 〃

خازن 〃 حافظ محمد منیر صاحب پبلک ہائی سکول وزیر آباد

بھاگ ضلع کچھی

صدر جناب عبد العزیز صاحب جامعہ مدنیہ بھاگ

نائب صدر جناب لیاقت علی صاحب گورنمنٹ ہائی سکول بھاگ

ناظمِ عمومی جناب فضل اللہ صاحب جامعہ مدنیہ بھاگ

ناظم 〃 عبد الحلیم 〃 گورنمنٹ ہائی سکول بھاگ

ناظم نشرواشاعت 〃 محبوب علی 〃 〃 〃 〃

خازن 〃 محمد سعید 〃 جامعہ مدنیہ بھاگ

مدرسہ شمس الھدیٰ کولاب جیل

——— ضلع خیرپور سندھ

جناب امیر حمزہ آزاد کی نگرانی میں درج ذیل انتخاب ہوا۔

صدر جناب عبد الکریم زہری بلوچستانی

نائب صدر جناب فخر الدین صاحب

ناظمِ عمومی 〃 محمد ابراہیم جیوائی صاحب

ناظم 〃 غلام رسول صاحب مری

خازن 〃 عبد الخالق صاحب شیخ

پریالو ضلع خیرپور سندھ

صدر جناب فضل اللہ صاحب

نائب صدر جناب عبد الماجد صاحب

ناظمِ عمومی 〃 عبد الرشید صاحب میمن

ناظم 〃 غلام محمد صاحب میمن

ناظم نشرواشاعت 〃 عبد اللطیف 〃 〃

خازن 〃 عبد القدیر 〃 〃

ناظم دفتر 〃 غلام ارتضیٰ قریشی

جھاوریاں ——— ضلع سرگودھا

صدر جناب مہر محمد اقبال مدرسہ رفیقیہ جھاوریاں

نائب صدر جناب عطاء اللہ صاحب مدرسہ رفیقیہ 〃

〃 〃 〃 طارق محمود شیخ گورنمنٹ ہائی سکول 〃

ناظمِ عمومی 〃 قاضی عبد الرزاق بھٹی 〃 〃 〃 〃

ناظم 〃 قاضی حبیب الرحمٰن 〃 〃 〃 〃

ناظم نشرواشاعت 〃 حافظ محمد ایوب صاحب 〃 〃 〃 〃

خازن 〃 محمد اکرم صاحب 〃 〃 〃 〃 〃

چنوں موم ——— ضلع سیالکوٹ

صدر جناب محمد رفیق صاحب انصر

نائب صدر 〃 عزیز الرحمٰن 〃 انیس

ناظمِ عمومی 〃 محمد انور 〃 اکرم

ناظم 〃 محمد اقبال 〃

〃 محمد اسلم چودھری

ناظمِ نشرواشاعت جناب محمد رفیق صاحب

خازن جناب محمد اصغر صاحب

ناظم دفتر 〃 محمد ارشد صاحب

اجلاس میں حضرت مولانا مفتی محمود صاحب مدظلہ پر قاتلانہ حملے کی زبردست مذمت کی گئی نیز طلباء نے عزم کیا کہ وہ اسلام کی سربلندی کے لیے کسی قسم کی قربانی دینے سے دریغ نہیں کریں گے۔

اعلانات

۱۔ پنجاب یونیورسٹی میں فی الحال کسی ڈیپارٹمنٹ میں داخلے نہیں ہو رہے۔ احباب مطلع رہیں۔ داخلے شروع ہونے پر اطلاع کر دی جائے گی۔

۲۔ اگر کسی ساتھی کے پاس "عزم" نمبر ۴ ہو تو وہ براہ مہربانی فوراً مرکزی دفتر لاہور ارسال کر دیں۔ انتہائی سخت ضرورت ہے

۳۔ عزم نمبر ۵ چھپ چکا ہے مطلوبہ تعداد سے مطلع فرمائیں فی پرچہ ایک روپیہ کے حساب سے پیشگی رقم آنا ضروری ہے۔

۴۔ آئندہ "عزم" باقاعدگی کے ساتھ شائع ہوا کرے گا لہٰذا اہل قلم دوست عزم کے لیے مضامین لکھ کر بھیجیں، مضامین معیاری ہوں۔ ورنہ اشاعت نہ ہو سکے گی۔

سید مطلوب علی زیدی

۵۔ صوبہ سندھ کی تمام شاخیں اپنی اپنی مجلس عاملہ کے نام اور مکمل پتے فوری طور پر دفتر صوبہ سندھ کو ارسال کریں۔

محمد اسلم شیخ